ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

25

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

28 ذوالقعدہ تا 5 ذوالحجہ 1443ھ / 28 جون تا 4 جولائی 2022ء

قربانی کی حکمت

عیدالاضحیٰ کے دن دنیا کے تقریباً ڈیڑھ ارب مسلمان جب قربانی دیتے ہیں تو اسی نکتہ پر غور کرنا اور اسی حکمت کو ملاحظہ رکھنا ہے کہ ہم اپنے جدامجد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت تازہ کررہے ہیں اور ایک سبق دہراتے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سبق ہے۔ ہم اور آپ بھی ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ایمان کو ہم نے بس یہی سمجھ رکھا ہے کہ مسلمان کے گھر پیدا ہوئے تو مسلمان ہیں، جیسا کہ بیری کا تخم بویا تو بیری نکلے گی، کیکر کا تخم بویا تو کیکر، اسی طرح بس مسلمان کے گھر پیدا ہوئے تو مسلمان ہیں حالانکہ اسلام نام عمل و اخلاق کا ہے۔ اس کا اپنا ایک معاشرہ ہے، الگ عقائد ہیں۔ وہ ایک خاص تہذیب دنیا میں پھیلاتا ہے جس کی بنیاد آخرت اور ایمان باللہ پر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قربانی سے ہمیں یہ درس دیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال، عزت و آبرو اور اولاد تک قربان کرنے کے لیے تیار رہیں۔

قربانی کرتے ہوئے ہم صدق دل سے اپنے مولا کے سامنے اقرار کرتے ہیں کہ:

﴿اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝﴾ (الانعام:162)

’’کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔‘‘

قربانی کا سبق یہ ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو ہم اپنا خون بھی راہِ خدا اور اس کے دین کے لیے بہائیں۔

مولانا عبدالحق رحمہ اللہ

اس شمارے میں

- پس پردہ کون ہے؟
- بندوں کی نہیں اللہ کی حاکمیت قائم کرو
- بھارت کا ناموس رسالت پر حملہ اور عالم اسلام کی بے حسی
- فلسفۂ قربانی
- فریضۂ حج اور ہماری کوتاہیاں
- گھٹا سر پہ ادبار کی چھا رہی ہے

رب العالمین کے متعلق فرعون کا سوال

سُوْرَةُ الشُّعَرَاء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 23 تا 25

قَالَ فِرۡعَوۡنُ وَ مَا رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَہُمَا ؕ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّوۡقِنِیۡنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنۡ حَوۡلَہٗۤ اَلَا تَسۡتَمِعُوۡنَ ﴿۲۵﴾

آیت: ۲۳ ﴿قَالَ فِرۡعَوۡنُ وَ مَا رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲۳﴾﴾ ’’فرعون نے پوچھا کہ یہ ربّ العالمین کون ہے؟‘‘

تم نے دعویٰ کیا ہے کہ تم ربّ العالمین کے رسول ہو اور اُس کی طرف سے بھیجے گئے ہو‘ تو یہ ربّ العالمین کون ہے؟

آیت: ۲۴ ﴿قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَہُمَا ؕ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّوۡقِنِیۡنَ ﴿۲۴﴾﴾ ’’موسیٰؑ نے جواب دیا: آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اس کا آقا اور مالک۔ اگر تم یقین کرنے والے ہو!‘‘

آیت: ۲۵ ﴿قَالَ لِمَنۡ حَوۡلَہٗۤ اَلَا تَسۡتَمِعُوۡنَ ﴿۲۵﴾﴾ ’’فرعون نے اپنے اِردگرد لوگوں سے کہا: کیا آپ سن نہیں رہے؟‘‘

اس فقرے کے صحیح مفہوم اور موقع محل کو سمجھنے کے لیے فرعون کے دربار کا تصوّر ذہن میں لانا ضروری ہے۔ تصوّر کیجیے! دربار سجا ہے‘ تمام اعیانِ سلطنت اپنی اپنی نشستوں پر براجمان ہیں۔ اس بھرے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام براہ راست فرعون سے مخاطب ہیں اور اس گفتگو کو تمام درباری روبرو سن رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ترکی بہ ترکی گفتگو اور بے باک لہجے کے سامنے فرعون کھسیانا ہو چکا ہے۔ اپنی اس خفت کو چھپانے کے لیے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دینے کے بجائے پلٹ کر اپنے درباریوں کی طرف دیکھتا ہے اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آپ لوگوں نے سنا‘ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ بہرحال حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے اس انداز کو خاطر میں لائے بغیر اپنی گفتگو جاری رکھتے ہیں:

درسِ حدیث

عیدالاضحیٰ کے دن پسندیدہ ترین عمل

عَنْ عَائشہ رضی اللہ عنہا قَالَت، قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ((مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ یَوْمَ النَّحْرِ عَمَلًا اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ ھَرَاقَۃِ الدَّمِ اِنَّہٗ لَیَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِقُرُوْنِھَا وَاَشْعَارِھَا وَاَظْلَافِھَا وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰہِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِھَا نَفْسًا)) (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ کے نزدیک قربانی کے دن بندوں کے تمام اعمال میں پسندیدہ ترین عمل جانور کا خون بہانا ہے اور بندہ قیامت کے دن اپنی قربانی کے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت حاضر ہوگا۔ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے پہلے اللہ کی بارگاہ میں شرف قبولیت حاصل کر لیتا ہے، لہٰذا تمہیں چاہیے کہ خوش دلی سے قربانی کرو۔‘‘

تشریح: اس وقت قربانی کی رقم کو فلاحی کاموں میں خرچ کرنے کے حوالے سے کچھ متضاد رویے سامنے آ رہے ہیں جو خلافِ شریعت ہیں۔ سال کے ان مبارک ترین تین دنوں میں ابن آدم کا افضل ترین عمل اللہ کی بارگاہ میں جانور کی قربانی ہے۔

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

28 ذوالقعدہ تا 5 ذوالحجہ 1443ھ جلد 31
28 جون تا 4 جولائی 2022ء شمارہ 25

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پسِ پردہ کون ہے؟

دنیا کو ایک ورلڈ آرڈر میں جکڑنے کا آغاز یوں تو 1897ء میں صہیونی پروٹوکولز طے کرنے کے فوراً بعد شروع کر دیا گیا تھا۔ دونوں عالمی جنگیں اسی پروگرام پر عمل درآمد کرنے کے لیے کرائی گئیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد جتنے ادارے، تنظیم یا فورمز بنائے گئے وہ چاہے معیشت کے حوالے سے بنائے گئے یا معاشرت کے حوالے سے ان سب کے سیاسی مقاصد تھے اور سامراج کی دنیا پر گرفت مضبوط کرنا اصل ہدف تھا۔ البتہ اُس وقت دنیا سفید اور سرخ سامراج میں تقسیم تھی۔ اگرچہ دونوں نے متحد ہو کر جرمنی کے ہٹلر کا مقابلہ کیا تھا اور اُسے شکست دی تھی۔ دوسری عالمی جنگ میں ہٹلر کی شکست کے بعد دونوں نے دنیا کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ سفید سامراج کا پلہ شروع سے بھاری تھا بالآخر اُس نے بیسویں صدی کے اواخر میں سرخ سامراج کا تیا پانچہ کر دیا اور جارج بش سینئر نے دنیا میں اپنے نئے ورلڈ آرڈر کے نفاذ کا اعلان کر دیا اگرچہ بعد ازاں چین نے کچھ پیچیدگیاں پیدا کر دیں اور روس بھی ایک مرتبہ پھر سر اٹھا رہا ہے۔ لیکن سفید سامراج کی عالمی شہنشائیت کسی نہ کسی سطح پر قائم ہے۔ چین اور روس ابھی کھل کر اُس کے مقابلے میں نہیں آسکے بلکہ اپنے طور پر کچھ محفوظ رہتے ہوئے اُن اداروں سے کسی قدر تعاون بھی کرتے ہیں جو ورلڈ آرڈر قائم کرنے والوں نے اپنی عالمی بادشاہت کو عمل پذیر کرنے کے لیے یا یوں کہہ لیجیے اُن کی گردنوں پر سوار رہنے کے لیے بنائے ہوئے ہیں۔ ہم کہنا یہ چاہتے ہیں کہ بڑھتی ہوئی آبادی میں چونکہ Physical colonialism انتہائی مشکل بلکہ ناممکن ہو گیا تھا لہٰذا معاشی اور معاشرتی کالونیلزم وجود میں لایا گیا۔ فی الوقت ہم صرف معاشی کالونیلزم، وہ بھی صرف پاکستان کے حوالے سے بات کریں گے۔

معاشی سطح پر ورلڈ آرڈر قائم کرنے والوں نے IMF کو اپنی جارحیت کا ہراول دستہ بنایا ہوا ہے۔ پاکستان نے 2020ء میں IMF سے ایک پروگرام لیا جس کو پاکستان کی اُس وقت کی اپوزیشن نے ملک کو IMF کے پاس گروی رکھنے کے مترادف قرار دیا۔ 2019ء میں کرونا کی وجہ سے عالمی سطح پر معیشت پر سخت دباؤ تھا پاکستان بھی اُس کا شکار تھا اُس سال پاکستان کی ترقی کی شرح نمو ایک فی صد سے بھی کم تھی۔ ملک میں مہنگائی تھی اور وقت کی حکومت غیر مقبول ہو چکی تھی۔ 2020ء کے IMF کے پروگرام میں کیا کچھ تھا، اُس میں ہم صرف اُن دو چیزوں کو لے لیتے ہیں جو عوام پر براہِ راست اثر انداز ہو رہی تھیں یعنی پٹرول اور بجلی۔ اس پروگرام میں طے ہوا کہ پاکستان ہر ماہ 4 روپے فی لیٹر پٹرول کا ریٹ بڑھائے گا اور 2022ء کے اختتام پر کل 30 روپے کا اضافہ ہوگا۔ اس طرح بجلی میں بھی تقریباً 7 روپے فی یونٹ اضافہ ہو جائے گا۔ کچھ وجوہات کی بنا پر IMF کا یہ پروگرام تعطل کا شکار ہو گیا۔ بعض اچھی فصلوں کی وجہ سے اور غیر ممالک میں آباد پاکستانیوں کے بھاری رقم بھیجنے سے اور ایکسپورٹ میں اضافہ کی وجہ سے اقتصادی صورتِ حال بہتر ہونا شروع ہوئی تو پچھلی حکومت نے روس سے سستا تیل حاصل کرنے کی منصوبہ بندی شروع کر دی۔ اُس وقت کے وزیراعظم نے روس کا دورہ بھی کیا اور یہ امکانات پیدا ہوئے

کہ آنے والے وقت میں پاکستان IMF کے چُنگل سے نکل آئے گا تو بادی النظر میں یہ دیکھ کر عالمی ساہوکار اور ورلڈ آرڈر کے رکھوالے میدان میں اترے۔ اُنہوں نے رجیم چینج کی پالیسی کو استعمال کرتے ہوئے اپنے بنائے ہوئے پنجرے سے نکلنے کی کوشش کرنے والی مقید حکومت کے پر کاٹ ڈالے اور پاکستان میں حکومت ہی بدل کر رکھ دی۔ جس سے معیشت دھڑام سے نیچے گر گئی۔ نئی حکومت صورت حال کو سمجھ ہی نہ سکی اُسے سنبھال لینا تو دور کی بات تھی قصہ کوتاہ نئی حکومت جو بڑی کمزور وکٹ پر کھیل رہی تھی اُس کو IMF نے زبردست شکنجہ دیا۔ اُس سے پٹرول 84 روپے، ڈیزل 115 روپے فی لیٹر اور بجلی 13 روپے فی یونٹ مہنگی کروائی اور پروگرام دینے میں ابھی بھی لیت ولعل کر رہا ہے۔

نئی حکومت نے اپنے طور پر بُرے حالات میں ایک اچھا بجٹ پیش کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن اب IMF کی نئی شرائط کی وجہ سے بجٹ میں 400 ارب کے نئے ٹیکس لگائے جائیں گے۔ گویا ایک نیا بجٹ پیش ہوگا جس سے معیشت پر بُرے اثرات مرتب ہوں گے۔ یہ سب معاشی تکالیف اپنی جگہ لیکن اب نیو ورلڈ آرڈر نافذ کرنے والے پاکستان کی گردن پر شکنجہ کسنے کے لیے ایسی سیاسی شرائط عائد کرتے نظر آتے ہیں جو پاکستان کی سلامتی کو براہِ راست تھریٹ ہیں۔

کون نہیں جانتا کہ رجیم چینج کے بعد پاکستان میں ظاہری طور پر شہباز شریف کی حکومت ہے لیکن ریموٹ کنٹرول لندن میں نواز شریف کے پاس ہے۔ نوٹ کیجئے کہ 21 جون 2022ء کو پاکستان کے مشہور صحافی نجم سیٹھی کی نواز شریف کے ساتھ ایک بیڈ لگی کشتی میں دریائے ٹیمز کی سیر کا لطف اٹھاتے ہوئے ایک تصویر وائرل ہوتی ہے جو اُن کی باہمی قرب کی طرف واضح اشارہ کرتی ہے اور اگلے ہی دن نجم سیٹھی اپنے پروگرام میں فرماتے ہیں کہ اگر امریکہ پاکستان کی فضاؤں کو استعمال کرنے کی شرط پر امداد کی آفر کرتا ہے تو اُسے قبول کرنے میں کیا حرج ہے؟ آخر پہلے بھی ہم نے مشرف دور میں امریکہ کو اڈے فراہم کیے تھے۔ تو اب کیا ہے۔ اُدھر حسین حقانی امریکہ سے بیان صادر فرماتے ہیں کہ ہمیں اپنے حالات دیکھنے چاہییں، دوسرے بڑے ممالک سے تعلقات خراب کرنے کی بجائے اُن سے مالی فوائد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ پاکستان کے مسلم تشخص اور اسلام کی باتیں تو بلاوجہ راستے کا روڑا ہیں۔ یاد رہے یہ وہی حسین حقانی ہیں جنہوں نے ذرائع کے مطابق پاکستان میں حکومت کی تبدیلی کے حوالے سے امریکہ اور نواز شریف کے درمیان رابطہ کار کا رول کامیابی سے ادا کیا تھا۔

سوال یہ ہے کہ بیچارے نجم سیٹھی کی کیا حیثیت اور مقام ہے کہ وہ امریکہ کو پاکستان میں فضائی راستے دینے کی بات کرنے کی جرأت کرے۔ ظاہر ہے تصویر میں نظر آنے والے دوسرے صاحب یعنی نواز شریف ہی کے ایما پر یہ تجویز دی گئی ہے۔ اور بھی بہت سی واقعاتی شہادتیں ہیں جو ہوا کا رخ بتا رہی ہیں۔ بلاول بھٹو زرداری وزیر خارجہ پاکستان کا کہنا ہے کہ امریکہ اور بھارت سے پاکستان کے تعلقات آگے بڑھنے چاہئیں۔ پھر یہ کہ پاکستان کی طرف سے بھارت سے مذاکرات کے لیے سابقہ حکومت کی اُس شرط کو ignore کرنا کہ جب تک بھارت اپنے آئین میں 370 اور 35A واپس نہیں لاتا بھارت سے کوئی مذاکرات نہیں ہوں گے۔ پاکستان کے بدترین دشمن بھارتی حکومت کے نیشنل سیکورٹی ایڈوائزر جو ہر دوسرے دن پاکستان کے خاتمے کی بات کر رہا ہوتا ہے، کا پاکستان سے تعلقات بہتر بنانے کی خواہش اور اظہار خیر سگالی کرنا بھی شک شبہات پیدا کرتا ہے۔

یہاں بات آگے بڑھانے سے پہلے ہم پر لازم ہے کہ ہم بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دو تین عشرے پہلے دیئے گئے بیانات کا ذکر کریں کہ امریکہ چاہتا ہے کہ پاکستان بھارت سے اپنے تنازعات کو ایک طرف رکھ کر بھارت کی بالادستی کو قبول کرتے ہوئے علاقہ میں چین کے محاصرے میں امریکہ کے پروگرام کو آگے بڑھائے۔ آج وہ صورتِ حال ایک حقیقت بن کر ہمارے سامنے آ رہی ہے۔ نواز شریف کی طرف سے یا شہباز حکومت کی طرف سے نجم سیٹھی کے اس بیان کی کہ امریکہ کو فضائی راستے دے دینے چاہیے، مذمت ہی نہیں یہ بات بھی نہیں آئی کہ ہمارا نجم سیٹھی کے اس مؤقف سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ گویا پاکستان کی موجودہ سیاسی حکومت کی یہ خاموشی جو نیم رضامندی ظاہر کرتی ہے انتہائی افسوس ناک ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ فوج کا ردعمل دیکھا جا رہا ہے اگر امریکہ کو مستقبل میں اڈے دینے کے حوالے سے فوج کی طرف سے Absolutely not آجاتا ہے تو ٹھیک ہے، خاموشی سے وقت گزار لیں گے کیونکہ یہ حکومت فوج کی پشت پناہی کے بغیر ایک دن بھی نہیں نکال سکتی وگرنہ یہ سیاسی حکومت کی لحاظ سے امریکہ کو اڈے دینے کے لیے Absolutely yes ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم ہر گزرے ہوئے دن کے ساتھ معاشی لحاظ سے کمزور اور کمزور تر ہوتے چلے جا رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم عالمی قوتوں کے آگے جھکے چلے جا رہے ہیں اور اُن کے انتہائی نامعقول بلکہ ناجائز اور اپنی سیکورٹی کے حوالے سے خطرناک مطالبات تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے۔ دشمن کی سازش اور حکمت عملی یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس ملک میں غربت اور انتشار آخری حد تک پہنچ جائے کہ انارکی پھیل جائے۔ شہری ایک دوسرے کو مارنا شروع کر دیں۔ فسادات پھیل جائیں جس کا پھر یہ حل بتایا جائے گا کہ زندہ رہنا چاہتے ہو تو ہمارے مطالبات پورے کرو۔ اپنا ایٹمی پروگرام رول بیک کرو، نیپال اور بھوٹان کی طرح بھارت کی ایک ذیلی ریاست بن جاؤ۔ پھر وقت کی حکومت یہ باقاعدہ اعلان کرے کہ وہ وسیع تر قومی مفاد میں اپنے تمام ایٹمی اثاثہ جات فلاں ملک فلاں قوت کے حوالے کرتے ہیں۔ اللہ نہ کرے کہ ایسا وقت آئے، ہمارے حکمرانوں کو عقل کے ساتھ ساتھ ایمان کی قوت بھی عطا فرمائے تاکہ ہم ایسے فیصلے کر سکیں جس سے ہم دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو سکیں۔

بندوں کی نہیں اللہ کی حاکمیت قائم کرو

(سورۃ الحدید کی آیات 5 اور 6 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 17 جون 2022ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں آج ان شاء اللہ ہم سورۃ الحدید کی آیت 5 اور 6 کا مطالعہ کریں گے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ﴾ ’’آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اُسی کی ہے۔‘‘

یہ بڑا انقلابی تصور ہے جو ذات باری تعالیٰ کی صفات کے ذیل میں ہمارے سامنے آتا ہے۔ مخلوق خدا اللہ کو خالق بھی مان لیتی ہے، رازق بھی مان لیتی ہے، کچھ لوگ معبود کے طور پر بھی اسے مان لیتے ہیں مگر اللہ کو حاکم ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے، اللہ تعالیٰ کو حقیقی اور ابدی بادشاہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ مادر پدر آزاد جمہوریت جو دنیا بھر میں مغربی معاشروں سے درآمد ہوئی ہے۔ اس کے بھی نعرے یہی ہیں کہ:

"Government of the people by the people for the people."

یعنی عوام کی حکمرانی عوام کریں گے عوام کے لیے۔

خالق کو تم نے ماننا ہے تو انفرادی سطح پر مان لو، چاہے چرچ میں جا کر God کی پرستش کرو، چاہے مندر میں جا کر بھگوان کی پوجا کرو، چاہے مسجد میں جا کر اللہ کی عبادت کرو لیکن اجتماعی سطح پر قوانین ہمارے چلیں گے، حکم ہمارا چلے گا۔ یعنی خدائی کا دعویٰ کبھی فرعون اکیلا کرتا تھا، اب قومیں کرتی ہیں۔ وہ اس طرح کہ چند لاکھ افراد کچھ لوگوں کو منتخب کر کے اسمبلی میں پہنچائیں اور ان کو اختیار دے دیں کہ جو چاہیں قانون سازی کریں۔ چاہے پارلیمنٹ کے ذریعے ہم جنس پرستی کو حلال قرار دیں جیسے برطانیہ کی پارلیمنٹ نے کیا۔ چاہے شراب کو حلال قرار دے دیں۔ چاہے اللہ کے حکم کے خلاف کوئی بھی قانون پاس کر دیں۔ گویا حاکم اللہ نہ ہوا عوام ہو گئے۔ مسلم معاشرے بھی بہرحال اس سے بچے ہوئے نہیں ہیں۔ اللہ کو ماننے کا بھی دعویٰ ہے مگر امریکہ کی غلامی کو بھی چھوڑنے کو تیار نہیں۔ قوم مہنگائی سے تڑپ رہی ہے، معاشی بحران کی وجہ سے ملکی سلامتی خطرے میں ہے لیکن سندھ حکومت نے میوزک سکھانے کے لیے 1500 اساتذہ کو بھرتی کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ مقصد اپنا سافٹ امیج بیرونی آقاؤں کو دکھانا ہے کہ ہم تمہارے پیچھے پیچھے ہیں۔ وفاق نے جو بجٹ بنایا ہے اس

مرتب: ابو ابراہیم

میں بھی باقاعدہ اعلان کیا گیا ہے کہ ہم سب پر ٹیکس لگائیں گے لیکن فلمیں اور ڈرامے بنانے والوں پر کوئی ٹیکس نہیں لگے گا۔ گویا اللہ کو ماننے کا دعویٰ بھی ہے لیکن شیطان کو بھی راضی کرنا ہے۔ عالم عرب کا اس وقت عالم یہ ہے کہ وہاں مسلمان توحید فی الحاکمیہ کی بات بھی نہیں کر سکتے۔ حالانکہ دین اسلام میں توحید کا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ کلمہ پڑھ لیا، نماز پڑھی بلکہ توحید کا مقصد یہ ہے کہ حکم بھی اللہ کا ہی مانا جائے۔ اللہ کے مقابلے میں بندوں کے حکم کی پیروی نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنا نمائندہ یعنی خلیفہ بنا کر دنیا میں بھیجا اور یہ خلافت کا تصور اتنا ہی پرانا ہے جتنا خود انسانیت اور نبوت کا تصور پرانا ہے۔ دنیا کے پہلے انسان خود نبی بھی تھے اور اللہ کے خلیفہ بھی تھے۔ یعنی انہیں اس زمین پر اللہ کے حکم کو نافذ کرنا تھا۔ ہمارے لیے ہر معاملے میں آزاد مرضی نہیں ہے۔ البتہ جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے آزادی دی ہے کہ یہ کھا سکتے ہو، یہ پی سکتے ہو، فلاں فلاں کام کر سکتے ہو، وہاں تک آزادی ہے۔ جہاں پابندی لگا دی وہاں ہم پابند ہیں۔ اس نمائندگی یعنی خلافت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و رسل کو بھیجا اور ختم نبوت کے بعد یہ ذمہ داری اب اس اُمت کے کندھوں پر ہے کہ وہ اللہ کی نمائندگی کرتے ہوئے اس زمین پر اللہ کے عطا کردہ عادلانہ نظام کو قائم کریں۔ لیکن اس کے برعکس آج امت میں ہو کیا رہا ہے؟ تازہ ترین خبر یہ ہے کہ امریکہ، اسرائیل، انڈیا کا ایک اکٹھ ہوا ہے اور متحدہ عرب امارات بھی اس میں شامل ہو گیا ہے۔ یعنی مسلمانوں پر ظلم وستم کرنے والوں کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر عرب حکمران کھڑے ہو گئے ہیں۔ جبکہ اللہ کا فرمان کیا تھا:

﴿لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ﴾ ’’آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اُسی کی ہے۔‘‘

صرف سجدوں میں سر رکھ کر اللہ اکبر کہہ دینا اور سبحان ربی الاعلیٰ کہہ دینا کافی نہیں بلکہ حکم بھی اللہ کا مانا جائے، اللہ تعالیٰ کو ہی حاکم مانا جائے۔ اپنی مرضی کو اپنی خواہشات کو رب کی مرضی کے تابع کر دینا، یہ اسلام کا تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے حکمرانوں کو سمجھ دے۔ آگے فرمایا:

﴿وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۵﴾ ’’اور تمام معاملات اُسی کی طرف لوٹا دیے جائیں گے۔‘‘ (الحدید:5)

یہ بہت قیمتی جملہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کائنات میں بالکل بھی اندھیر نگری نہیں ہے۔ کوئی تو ہے جو تمہارے معاملات اور افعال کو نوٹ کر رہا ہے، کوئی ہے جو سوچوں اور سینے میں چھپے رازوں سے بھی واقف ہے اور ایسا بھی نہیں ہے کہ دنیا میں جو چاہو کرتے پھرو، اللہ کے حکم کے خلاف جیسے چاہو قوانین بناتے پھرو' تمہیں پوچھا نہیں جائے گا بلکہ ایک وقت مقرر ہے جب تمہارے سب اعمال تمہارے سامنے آجائیں گے اور پھر تم احتساب سے بھاگ نہیں سکو گے۔ البتہ اس دنیا میں تمہیں تھوڑی آزادی اور اختیار مل گیا ہے تو یہ صرف تمہارے امتحان کے لیے ہے کہ تم اپنے لیے کونسا راستہ اختیار کرتے ہو۔ اس امتحان میں اختیار اللہ نے فرعون کو بھی دیا تھا وہ خدائی کا دعویٰ کر بیٹھا، پھر اسی امتحان میں اختیار اللہ نے ذوالقرنین بادشاہ کو بھی دیا تھا' وہ طاقت اور اختیار ہونے کے باوجود اللہ کے فرمانبردار بندے بن گئے۔ اسی طرح ہر بندے کو اللہ نے تھوڑی سی مہلت دی ہے، کسی کو ساٹھ برس، کسی کو پچاس برس، کسی کو ستر اسی برس کہ جو چاہو کر لو۔

﴿اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۳﴾ (الدھر)
''اب چاہے تو وہ شکر گزار بن کر رہے' چاہے ناشکرا ہو کر۔''

لیکن یہ زندگی عارضی ہے، فانی ہے۔ آخر ہر کسی نے اپنے اعمال کے ساتھ اللہ کی طرف لوٹ جانا ہے اور وہاں ہر ایک کے اعمال کا نتیجہ سامنے آجائے گا، کوئی چیز ڈھکی چھپی نہیں رہے گی۔ اللہ فرماتا ہے:

﴿وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۶﴾ (الحدید) ''اور وہ جانتا ہے اس کو بھی جو سینوں کے اندر ہے۔''

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۸﴾ (الزلزال) ''اور جس کسی نے ذرہ کے ہم وزن کوئی بدی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔''

﴿اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۱۴﴾ (بنی اسرائیل) ''پڑھ لو اپنا اعمال نامہ! آج تم خود ہی اپنا حساب کر لینے کے لیے کافی ہو۔''

﴿بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۱۴﴾ (القیامہ) ''بلکہ انسان تو اپنے نفس کے احوال پر خود ہی خوب بصیرت رکھتا ہے۔''

چور نے چوری کی، ڈاکو نے ڈاکا ڈالا، نہ چور پکڑا گیا نہ ڈاکو پکڑا گیا، نہ جرم ثابت ہو سکا، یہ دنیا کے تماشے ہیں لیکن چوروں اور ڈاکوؤں کو پتا ہے کہ انہوں نے کیا گل کھلائے ہیں۔ یہاں بچ جائے گا لیکن اللہ کے ہاں تو نہیں بچ سکے گا۔ نیب میں کیس چل رہے ہیں، اربوں روپے کی کرپشن کا معاملہ ہے۔ ایک ہی مہینے کے اندر پتا چلا کہ دو یا تین گواہ انتقال کر گئے۔ بڑی بڑی ہاؤسنگ سکیمز کو بسا دیا جائے اور لوگوں کے گھروں کو بلڈوز کر دیا جائے، دھمکیاں دی جائیں' یہ سب کچھ یہاں چلتا ہے لیکن اللہ کی عدالت میں نہیں چلے گا۔ وہاں صرف عدل ہوگا۔

اللہ دیکھ رہا ہے کہ مسلمان کیا کر رہے ہیں، دینی طبقات کیا کر رہے ہیں۔ حکومتیں گرانے، بچانے، سنوارنے کے لیے تو میدان میں آجاتے ہیں، دھرنے بھی دیے جا سکتے، لاکھوں لوگ اکٹھے کیے جا سکتے ہیں لیکن کیا نفاذِ شریعت کے لیے بھی کسی نے کوئی تحریک چلائی، کوئی دھرنا دیا، یا لوگوں کو اکٹھا کر کے احتجاج کیا؟ کل اللہ کو اس کا بھی جواب دینا پڑے گا۔ اپنے لیڈرز کو بچانے کے لیے، ان کی شان میں کوئی گستاخی ہو جائے تو ان کا دفاع کرنے کے لیے، اپنی سیٹیں بچانے کے لیے، اپنی پارٹی کی ناموری کے لیے ہر قربانی دینے کو تیار رہتے ہیں لیکن یہ ملک خداداد جو پون صدی سے اللہ تعالیٰ سے اسلام کے نام پر ہم لے کر بیٹھے ہوئے ہیں اس زمین پر ہم اللہ کے احکام کے نفاذ کے لیے کتنے فکرمند ہیں؟ یہاں ہم اللہ کی شریعت کے نفاذ کے لیے کتنی جدوجہد کر رہے ہیں؟ ان سب باتوں کا جواب دینا ہے۔ جن جن حکمرانوں کو موقع ملا، پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے جن افراد کو کچھ نہ کچھ اختیار ملا، جج کو جو اختیار حاصل ہوا' سب نے اس کے بارے میں جواب دینا ہے اور اس قوم کے ہر فرد نے بھی جواب دینا ہے کہ پانی، بجلی، گیس، مہنگائی کے حوالے سے تو یہ قوم سڑکوں پر نکل آتی

پریس ریلیز 24 جون 2022ء

مقتدر قوتیں جان لیں کہ امریکہ کو اڈے دینے کا تصور بھی ہلاکت خیز ہے

شجاع الدین شیخ

مقتدر قوتیں جان لیں کہ امریکہ کو اڈے دینے کا تصور بھی ہلاکت خیز ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ گزشتہ چند ماہ سے ہمارے خطے میں اہم تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ ایسے میں ہمارے حکومتی ایوانوں اور عہدیداروں سے جڑے ہوئے انتہائی قریبی لوگ یہ مشورہ باآواز بلند دے رہے ہیں کہ پاکستان امریکہ کو اپنی فضائی حدود میں کارروائیاں کرنے کی کھلی چھٹی دے دے۔ یہ لوگ انتہائی جرأت کے ساتھ سابق صدر جنرل پرویز مشرف کے دور کا حوالہ بھی دے رہے ہیں کہ پاکستان ماضی میں امریکہ کو اپنے اڈے دے چکا ہے اور امریکہ اس ''سہولت'' سے فائدہ اٹھاتے ہوئے افغانستان اور ہمارے قبائلی علاقوں میں ڈرون حملے کرتا تھا۔ امیر تنظیم نے زور دے کر کہا کہ ہم ماضی میں جنرل پرویز مشرف کے ان اقدامات کی شدت سے مذمت کر چکے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ وزیر خارجہ بلاول بھٹو زرداری اپنے بیانات میں امریکہ اور بھارت سے گہرے تعلقات بلکہ قریبی دوستی قائم کرنے کی خواہش کا اظہار کر چکے ہیں جبکہ ایک طرف تو بھارت ہندوتوا کی طرف اندھا دھند بڑھ رہا ہے اور کشمیر میں بدترین ظلم وستم ڈھا رہا ہے اور دوسری طرف امریکہ مسلمانوں کی اس نسل کُشی میں بھارت کا پشتی بان بنا ہوا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اگرچہ ہم کسی بھی ملک سے تعلقات بگاڑنے کے قائل نہیں لیکن ہماری سیاسی اور عسکری قیادت جان لے کہ امتِ مسلمہ اور خود پاکستان کے مفادات کو تج نہیں کیا جا سکتا بلکہ انہیں ہر حال میں اوّلین حیثیت دینا ہوگی۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرو اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

ہے، اللہ پوچھے گا کہ کوئی غیرت تم نے میری شریعت کے لیے بھی کی تھی یا نہیں؟ یہ ہم سب کا امتحان ہے‘ چاہے عوام ہوں، سیاسی جماعتیں ہوں، دینی سیاسی جماعتیں ہوں، مقتدر طبقات ہوں، فوج کے ذمہ داران ہوں اور جو بھی اس ملک میں بظاہر طاقت رکھنے والے ادارے ہیں ان سب کو اس بارے میں اللہ کے ہاں جواب دہ ہونا ہے۔ ہم نے دین کو مذاق بنا کے رکھا ہوا ہے۔ کئی حکمران ایسے آئے جنہوں نے اقتدار میں آنے کے لیے مذہب کو کارڈ کے طور پر استعمال کیا، اللہ پوچھے گا کہ کیا میرا دین بطور کارڈ استعمال کرنے کے لیے، صرف نعرے بازی کے لیے، ووٹ بینک بڑھانے کے لیے یا کسی خاص موقع پر لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے ہے؟ آگے ارشاد فرمایا:

﴿يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ؕ﴾

’’وہ پرولاتا ہے رات کو دن میں اور پرولاتا ہے دن کو رات میں۔‘‘ (الحدید:6)

یہ موضوع بار بار قرآن پاک میں آتا ہے۔ ہم سب رات کو سوتے ہیں، دن کو جاگتے ہیں یعنی رات سکون کے لیے اور دن کام کاج کے لیے ہے۔ یہ کس قدر اللہ کی شان قدرت ہے۔ اللہ زمین و آسمان کی تسخیر کا بار بار ذکر فرماتا ہے، بار بار دن اور رات کے نظام کا ذکر فرماتا ہے۔ سورج کے نکلنے اور غروب ہونے کا ذکر فرماتا ہے اور چاند ستاروں کا ذکر فرماتا ہے‘ تاکہ انسان غور و فکر کرے کہ اتنا پرفیکٹ نظام کائنات بنانے والا کون ہے؟ انسان اُس ہستی کو پہچان لے اور اسی کو اپنا حاکم اور معبود مان لے۔ اس سارے کارخانہ قدرت کے پیچھے اس رب کائنات کی قدرت ہے۔ وہی اللہ جس کے حکم سے یہ سارا نظام smoothly چل رہا ہے۔ یہ سورج، چاند، ستارے، گیلیکسیز، یہ سارے اللہ کے حکم کے پابند ہیں۔ سورۃ الملک میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝۳ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝۴﴾ (الملک) ’’تم نہیں دیکھ پاؤ گے رحمٰن کی تخلیق میں کہیں کوئی فرق۔ پھر لوٹاؤ نگاہ کو‘ کیا تمہیں کہیں کوئی رخنہ نظر آتا ہے؟ پھر لوٹاؤ نگاہ کو بار بار (کوئی رخنہ ڈھونڈنے کے لیے)‘ پلٹ آئے گی نگاہ تمہاری طرف ناکام تھک ہار کر۔‘‘

کائنات میں کہیں بھی کوئی فساد یا خرابی آپ کو نظر نہیں آئے گی سوائے زمین کے کہ جہاں انسان خود فساد پیدا کرتا ہے، یہ زمین اللہ نے اتنی خوبصورت بنائی تھی، اس پر انسان کو پیدا کیا گیا اور اس کے امتحان کے لیے کچھ اختیار دے دیا لیکن جب انسان اس اختیار کا غلط استعمال کرتا ہے تو پھر زمین پر فساد پیدا ہوتا ہے۔ کوئی فرعون کی طرح خدائی کا دعوے دار ہوتا ہے، کوئی نمرود کی طرح بادشاہت کا دعوے دار ہو کر جو چاہتا ہے سو کرتا ہے، چاہے تو بے گناہ کو سزا دے، چاہے تو گنہگار کو بخش دے۔ کائنات میں اللہ کی پیدا کی ہوئی ہر چیز مسلم ہے یعنی وہ اللہ کی فرمانبردار ہے لیکن ایک انسان ہے جو اس زمین پر مسلم بن کر نہیں رہتا، اسی وجہ سے اس زمین پر ڈس آرڈر کا معاملہ ہوتا ہے۔

ہم مسلمان اس لیے پیدا نہیں کیے گئے کہ صرف کلمہ پڑھ کر مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں، جمعہ کی دو رکعت یا پنج وقتہ نماز پر مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں۔ ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کے امتی ہیں، یہ آخری امت ہے اور ختم نبوت کے بعد اس دین کے پیغام کو لے کر کھڑا ہونا اور انسانیت کے سامنے پیش کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۶﴾ (الحدید) ’’اور وہ جانتا ہے اس کو بھی جو سینوں کے اندر ہے۔‘‘

ہم کیا چھپا کر بیٹھے ہوئے ہیں اللہ کو معلوم ہے۔ میں آپ سے چھپا سکتا ہوں، آپ مجھ سے چھپا سکتے ہیں مگر ہم سب اللہ سے نہیں چھپا سکتے۔ بظاہر ہم جتنے بھی مسلمان بننے کی کوشش کریں لیکن اللہ ہمارے اندر سے بھی خوب واقف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’اللہ تمہارے جسموں اور تمہاری شکلوں کو نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دل اور اعمال کو دیکھتا ہے۔‘‘

ابولہب قریش کا سردار تھا، سرخ، گورا اور خوبصورت چہرہ، مال و دولت بھی خوب لیکن اس کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝۱﴾ (اللھب) ’’ٹوٹ گئے ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ و برباد ہو گیا۔‘‘

بظاہر کوئی جتنا بھی سرخ و سفید کیوں نہ ہو لیکن اگر اندر ایمان نہیں ہے، تقویٰ نہیں ہے، دعوت رسول ﷺ کو اس نے ٹھکرا دیا، اللہ کے حکم کو نہیں مانا تو پھر وہ آگ کے سرخ شعلوں میں جلے گا۔ دوسری مثال سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی ہے، بظاہر سیاہ رنگت ہے، ہونٹ بھی موٹے ہیں، آزاد کردہ غلام ہیں، کوئی بڑا خاندان نہیں، ظاہری دولت بھی کچھ نہیں مگر نبی مکرم ﷺ معراج میں ان کے قدموں کی آواز سنتے ہیں۔ اللہ اکبر کبیراً۔ کیونکہ بلال رضی اللہ عنہ کے پاس ایمان موجود ہے، تقویٰ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سینوں کے رازوں سے واقف ہے۔ لہٰذا ظاہر میں چاہے جو کچھ بھی ہو لیکن باطن میں کھوٹ ہے تو پھر آخرت بھی کھوٹی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

’’اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال کی قبولیت کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے ظاہر اور باطن میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

☆ حلقہ سکھر، صادق آباد شمالی کے مقامی امیر ذکاء الرحمٰن کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0302-8638199

☆ حلقہ سرگودھا کے معاون برائے منفرد رفقاء محترم شادی بیگ کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0332-7654969

☆ ملتان شہر کے نقیب اسرہ محسن افضل کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0304-8082060

☆ حلقہ پوٹھوہار پنجاب، جہلم کے ناظم بیت المال اشفاق حسین کے بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0336-5687721

☆ حلقہ پوٹھوہار پنجاب، جہلم کے ملتزم رفیق میاں اظہر اقبال کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0334-4732458

☆ حلقہ ملاکنڈ کے مقامی امیر حبیب علی کے بہنوئی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0346-9475724

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

زمانہ گواہ ہے

پورا عالم کفر اس وقت مسلمانوں کے خلاف متحد ہے اور مسلمانوں کے خلاف آخری اقدام کرنے پر تُلا ہوا ہے، مسلمان بے بس توہیں مگر اس کے باوجود مسلمانوں کو اپنے دفاع کے لیے کچھ نہ کچھ کرنا ہوگا ورنہ مشکل مزید بڑھ جائے گی: ایوب بیگ مرزا

بھارتی مسلمانوں کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ حالت جنگ میں ہیں۔ جب جنگ میں بقا کا مسئلہ ہو تو پھر چھوٹے چھوٹے اختلافات کو بھلا کر اکٹھے ہونا پڑتا ہے: آصف حمید

اس وقت امت کو ملکی اور بین الاقوامی قوانین سے بالاتر ہو کر متحد ہونا ہوگا تاکہ ظلم کو روکا جاسکے: ڈاکٹر ارشد حسن

بھارت کا ناموس رسالت پر حملہ اور عالم اسلام کی بے حسی کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: ناموس رسالت ﷺ پر حملہ کے خلاف احتجاج کرنے والوں کی بھارت میں گرفتاریاں ہورہی ہیں، ان کے گھر مسمار کیے جارہے ہیں، ان کے اوپر مقدمات بن رہے ہیں بلکہ ان کو شہید کیا جارہا ہے۔ نام نہاد سیکولر بھارت میں ہندو انتہاپسندی کا کیا نتیجہ نکلے گا؟

آصف حمید: 2014ء سے ہی جب مودی اقتدار میں آیا تھا اس وقت سے اس کا ایجنڈا مسلمانوں کو دبانا نظر آرہا ہے۔ کیونکہ مودی کی پارٹی کو ووٹ ہی اینٹی اسلام اور اینٹی پاکستان والا ملتا ہے۔ ہندو انتہاپسندوں کا شروع سے یہ نعرہ تھا کہ مسلمان کے دو استھان: پاکستان یا قبرستان! وہ آج تک اسی ذہنیت پر عمل پیرا ہیں۔ قائداعظم نے کہا تھا کہ ہندو ناقابل اصلاح ہے اور اس کا واضح ثبوت موجودہ ہندو انتہاپسندی ہے۔ ان انتہاپسندوں نے بابری مسجد کو شہید کیا تو اس وقت انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ امت مسلمہ میں کوئی ایسا نہیں ہے جو ان کا بال بیکا کرسکے۔ اُس وقت پاکستان اور بنگلہ دیش سے احتجاجی آوازیں بلند ہوئی لیکن اس سے آگے کچھ نہیں ہوا، نہ سفارتی و معاشی پابندیاں لگائی گئیں۔ چنانچہ ہندو انتہاپسندی میں شدت آتی گئی۔ گزشتہ کچھ سالوں میں اس شدت میں اتنا اضافہ ہوچکا ہے کہ انہوں نے کشمیر کا سپیشل سٹیٹس ختم کیا، پھر شہریت کا قانون بدل کر بھارتی مسلمانوں کے لیے زمین تنگ کر دی گئی، مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ توڑے گئے، مسلمان لڑکیوں کے حجاب اتارنے اور مسلمان مردوں کی داڑھیاں پکڑ کر ان کو ذلیل کرنے کی کوشش کی گئی۔ بہرحال یہ ایک لامتناہی سلسلہ ہے جو 2014ء سے مسلسل سامنے آرہا ہے۔ اصل میں یہ بھارت کی اپنی بدقسمتی ہے، اس کے نتائج وہ بھگتے گا۔ انتہاپسندوں کے حکومت میں آنے سے پہلے بھارت کافی حد تک سیکولر تھا، وہاں مسلمان کسی حد تک امن و آشتی کے ساتھ رہ سکتے تھے۔ اس تمام شر سے خیر ہی برآمد ہورہا ہے کہ مسلمانوں کو ہندوؤں کی گندی ذہنیت سے آگاہی حاصل ہورہی ہے۔ البتہ افسوس کہ بھارت میں مسلمانوں کے جید علماء ان ہندوؤں کو اپنے خلاف نہیں سمجھتے۔ مولانا مدنی صاحب نے کچھ عرصہ پہلے اپنے بیان میں بی جے پی کو ذمہ دار جماعت قرار دیا۔ پھر مولانا توقیر رضا خان

مرتب: محمد رفیق چودھری

نے ہندوؤں کے مسلمانوں پر مظالم کو بھارت کا اندرونی معاملہ قرار دیا۔ گویا ناموس رسالت ﷺ پر حملہ بھی ان کا اندرونی معاملہ ہے؟ معلوم نہیں کہ وہ مجبور و مقہور ہیں یا ان کے مالی مفادات وابستہ ہیں، تب ایسے بیانات دے رہے ہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔ بہرحال ہندو انتہاپسندی نے مختلف ہتھکنڈوں کے ذریعے بھارتی مسلمانوں کا جینا مشکل بنا دیا اور ان پر ظلم کی انتہا کر دی ہے۔ حتیٰ کہ ان کی شوبزنس انڈسٹری نے بھی بہت بڑی بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فلموں اور ڈراموں میں تمام منفی کرداروں کے نام مسلمانوں والے رکھ دیے ہیں تاکہ بھارت کے پڑھے لکھے طبقے کے ذہن کو بدلا جاسکے۔ یعنی مسلمانوں کو بے دین، دہشت گرد، بدمعاش، کرپٹ کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔ دنیا بھر میں یہ طریقہ اپنے دشمنوں کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔ امریکہ نے ہالی ووڈ کی فلموں اور ڈراموں میں اسی طرح سوویت یونین کا منفی کردار دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ جب سوویت یونین ختم ہوگیا تو پھر ہالی ووڈ کی فلموں میں مسلمانوں کے خلاف یہی طریقہ اختیار کیا گیا اور اسلاموفوبیا کا زہر پوری دنیا میں پھیلا دیا۔ اسی طرح بھارت کی ہندو انتہاپسند حکومت بھی فلم انڈسٹری میں مسلمانوں کا منفی کردار پیش کر کے سیکولر طبقہ کے ذہن کو بدل رہی ہے۔ اب ہندو انتہاپسند طبقہ تمام حدود کو کراس کرتے ہوئے توہین رسالت کا مرتکب ہورہا ہے۔ جب بھارتی مسلمانوں نے اس کے خلاف احتجاج شروع کیا تو جواب میں مودی سرکار نے ان کو کچلنے کا پروگرام بنالیا ہے، ان کے گھروں کو مسمار کیا جارہا ہے۔ بھارت اپنی بدمعاشی اور دہشت گردی میں ہمیشہ اسرائیل کو کاپی کرتا ہے کیونکہ بھارتیوں کی ٹریننگ اسرائیلی کرتے ہیں۔ جو ہتھکنڈے اسرائیلی افواج مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہی ہیں وہی بھارت میں مسلمانوں کے خلاف استعمال ہورہے ہیں۔ یہ سارے کا سارا شیطانی ایجنڈا ہے۔ قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝۵۴﴾

(آل عمران) ''اب انہوں نے بھی چالیں چلیں اور اللہ نے بھی چال چلی۔ اور اللہ تعالیٰ بہترین چال چلنے والا ہے۔''

میں سمجھتا ہوں کہ بھارت کی تمام اقلیتوں کو ہندو فاشسٹ ذہنیت کو سمجھنے کا یہ بہترین موقع ہے۔ ان کو اب جاگنا چاہیے ورنہ ان کے ساتھ بھی باری باری یہی سلوک ہوگا۔ سکھوں، عیسائیوں اور دلتوں کو بھی سمجھ جانا چاہیے کہ ان کو بھی دیوار کے ساتھ لگانے کا وقت آگیا ہے۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ ہندو انتہاپسندوں اور بی جے پی کی حکومت کو یہ نظر کیوں نہیں آتا ہے کہ وہ ان حرکتوں سے اپنے ہی ملک کو مزید کمزور کر رہے ہیں اور ہندو مذہب کو دنیا کے سامنے ایک متشدد مذہب کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ البتہ خوشی کی بات یہ ہے کہ عرب دنیا کو بھی تھوڑی سی ہوش آئی ہے۔ پوری دنیا کے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ بھارت کے خلاف سخت ردعمل دیں تاکہ ان کے ہوش ٹھکانے آجائیں۔

سوال: بھارت مسلمانوں پر مظالم کے حوالے سے اسرائیل کو فالو کر رہا ہے لیکن بھارت میں 25 کروڑ سے زیادہ مسلمان ہیں ان پر اس طرح کے مظالم ڈھانا کہ ان کے گھروں کو مسمار کر دینا وغیرہ جو کہ اسرائیل بھی فلسطین میں کر رہا ہے۔ کیا بھارت اتنی بڑی تعداد کو اپنے مظالم سے دبا سکے گا اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکے گا؟

ایوب بیگ مرزا: جب بھی بھارت میں مسلمانوں کے خلاف مظالم ہوتے ہیں تو ہم نے اسی پلیٹ فارم سے اس کی شدید مذمت کی ہے۔ یقیناً بھارت میں جس طرح کی سفاکیت سے مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھایا جاتا ہے، ان کو ذبح کیا جاتا ہے، خواتین کی بے حرمتی کی جاتی ہے، ان کے چہروں سے نقاب نوچے جاتے ہیں اس لحاظ سے بھارت دنیا میں سب سے آگے ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھارت کا سفاک چہرہ پوری طرح دنیا کے سامنے نہیں آنے دیا جا رہا، کیونکہ دنیا اس کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ دنیا سے میری مراد امریکہ، یورپ اور اسرائیل ہیں۔ اگر دنیا کے حالات اور بالخصوص معاشی معاملات کا جائزہ لیا جائے تو واضح نظر آتا ہے کہ بھارت کی پشت پناہی کی جا رہی ہے، بھارت کو اس حوالے سے مضبوط کیا جا رہا ہے۔ چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ امریکہ نے روس سے آئل لینے پر پوری دنیا پر پابندی لگائی ہوئی ہے لیکن بھارت سرعام روس سے آئل خرید کر آگے ان ممالک کو سپلائی بھی کر رہا ہے جو امریکہ کے ڈر کی وجہ سے روس سے آئل نہیں لیتے۔ یعنی دانستہ بھارت کی معیشت کو مضبوط کیا جا رہا ہے اور دنیا میں اس وقت اصل حیثیت معیشت کو حاصل ہو گئی ہے۔ جب بھارت کی معیشت مضبوط ہو گی اور اس کے ساتھ دوسرے ممالک کے معاشی معاملات جڑ جائیں گے تو پھر کوئی اس پوزیشن میں نہیں ہو گا کہ اس کے خلاف کوئی احتجاج یا ردعمل دے سکے۔ بھارت میں ہندوانتہا پسندی اور دہشت گردی انتہا کو پہنچ چکی ہے لیکن چھ ماہ پہلے امریکہ بھارت کے بارے میں رپورٹ دیتا ہے کہ بھارت میں کوئی مذہبی انتہا پسندی نہیں ہے۔ ثابت یہ ہوا کہ بھارت مسلمانوں پر جس قدر بھی ظلم ڈھا رہا ہے یہ عالمی طاقتوں کی شہہ پر ڈھا رہا ہے۔ توہین رسالت کے حالیہ واقعہ کے بعد جب بھارت کے خلاف شدید احتجاج ہوا تو مودی سرکار نے مجرموں کو رسمی طور پر پارٹی سے نکال دیا لیکن خود کوئی مذمتی بیان تک نہیں دیا۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ بھارت کے اگلے انتخابات میں ہندوتوا کا ایک اور سرغنہ یوگی ادتیہ ناتھ مودی کے مقابلے میں وزیراعظم کا امیدوار بن کر سامنے آ رہا ہے۔ وہ بھارت کے سب سے بڑے صوبے یوپی کا وزیر اعلیٰ ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ مودی مسلمانوں سے ملا ہوا ہے، اس کی شہرت اتنی زیادہ ہے کہ مودی خوفزدہ ہے کہ آنے والے انتخابات میں وہ اسے پچھاڑ نہ دے۔ گویا بھارت میں اس وقت مسلمان دشمنی کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ مودی کو معلوم ہے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف دشمنی میں تیزی نہ لایا تو وہ آئندہ انتخابات نہیں جیت سکے گا۔ بہرحال مسلمانوں کے خلاف عالم کفر بالکل متحد ہے اور وہ مسلمانوں کے خلاف آخری اقدام کرنے پر تلا ہوا ہے۔ مسلمان ہر جگہ بے بس ہیں لیکن اس کے باوجود انہیں اپنے دفاع کے لیے کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا ورنہ ان کی مشکلات میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔

> ناموس رسالت ﷺ پر بھارتی حملہ کے خلاف پاکستان میں وہ ردعمل سامنے نہیں آیا جو آنا چاہیے تھا اس کی بنیادی وجہ آپس کے اختلافات اور سیاسی مفادات ہیں۔

سوال: ناموس رسالت ﷺ پر حملہ کے خلاف پوری دنیا بالخصوص بھارت میں احتجاج بڑے زور و شور سے جاری ہے اور یہ مظاہرے پھیلتے جا رہے ہیں لیکن مسلمانوں کی لیڈرشپ حکومت سے ملی ہوئی لگتی ہے۔ اگر یہ مظاہرے شدت اختیار کرتے ہیں اور مسلمانوں کی لیڈرشپ کوئی مثبت کردار ادا نہیں کرتی تو پھر کیا صورت حال بنے گی؟

آصف حمید: بھارت میں مسلمان مذہبی اور سیاسی بنیادوں پر بٹے ہوئے ہیں، تقسیم کا شکار ہیں بلکہ ایک دوسرے کے خلاف کھڑے ہوئے ہیں۔ یعنی فرقہ واریت کی وجہ سے ان میں خلیج ہے۔ 2004ء میں بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ اسی فرقہ واریت کے تعصب کا شکار ہوئے تھے اور وہاں کے اپنے مسلمانوں بھائیوں نے ان کے لیکچرز رکوانے کی کوشش کی تھی۔ اس وقت بھی یہی صورت حال ہے کہ وہاں کا ایک فرقہ مودی کی خوشنودی حاصل کرنے لیے ایک حد سے آگے نکل چکا ہے۔ مسلمانوں میں شیعہ سنی کی تقسیم صدیوں سے چل رہی ہے پھر سنیوں میں بھی مزید تقسیم واقع ہوئی ہے اور سنی بھی ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہیں جس کا ہندوتوا فائدہ اٹھا رہا ہے۔ سیاسی طور پر بھی وہاں پر مسلم ووٹ کو تقسیم کر دیا گیا ہے۔ دو بھائیوں نے ایک پارٹی AMIM کے نام سے قائم کی، بڑے بھائی کے اینٹی انڈیا بیانات کی وجہ سے ان پر الزام لگایا گیا کہ وہ پاکستانی ایجنسیوں کے بندے ہیں لہٰذا ان کی پارٹی کے امیدواروں کے مقابلے میں دوسرے مسلمان کھڑے ہو گئے اور اس طرح جہاں مسلمانوں کی جیت یقینی تھی وہاں بھی وہ نشست ہار گئے اور بی جے پی جیت گئی۔ یعنی مذہبی اور سیاسی تفریقوں نے وہاں مسلمانوں کا مزید نقصان کیا۔ دوسری طرف افغانستان میں طالبان کامیاب ہو گئے اور انہوں نے وہاں پر اقتدار حاصل کر لیا۔ بھارت کے ہندوؤں کو یہ خوف تھا کہ طالبان کہیں یہاں جہاد کا اعلان نہ کر دیں اور انہوں نے طالبان کے ساتھ تھوڑا سا خیر سگالی کا معاملہ شروع کیا ہے اور ان کو گندم اور فوجی ٹریننگ کی آفر کی ہے۔ اللہ کرے کہ ان کی چال کامیاب نہ ہو اور ہمارے طالبان بھائی ہندوتوا کی چالبازیوں سے بچ جائیں۔ اب یاسین ملک کو ایک لمبی سزا دے دی گئی۔ بھارتی مسلمانوں کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ حالت جنگ میں ہیں۔ جب جنگ میں بقاء کا مسئلہ ہو تو پھر چھوٹے چھوٹے اختلافات کو بھلا کر اکٹھے ہونا چاہیے۔ وہاں کی مسلمان لیڈرشپ کو بھی دیکھنا چاہیے اگر ایک فرقے پر ظلم ہو رہا ہے تو کل دوسرے فرقے پر بھی ہو سکتا ہے لہٰذا شیعہ، سنی، بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث کی تقسیم کو بھول کر مسلمان متحد ہوں، اپنے دشمن کو پہچانیں، اپنی بقا اور دین کے لیے آواز بلند کریں تاکہ دشمن کو بھرپور مزاحمت کا احساس ہو۔

سوال: ناموس رسالت کے ایشو پر عالم عرب میں بھارت کے خلاف شدید احتجاج ہو رہا ہے، عرب ممالک نے بھارت کے خلاف آواز اٹھائی، سفارتی سطح پر بھی بات ہو رہی ہے لیکن جب ہم پاکستان کی طرف دیکھتے ہیں تو یہاں اس طرح کا ری ایکشن نظر نہیں آ رہا جیسا فرانس کے خلاف آیا تھا، آپ کے خیال میں اس کی کیا وجہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ عرب ممالک میں احتجاج ہوا ہے لیکن یہ احتجاج اگر مستقل طور پر نہیں ہوتا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ خاص طور پر عرب ممالک کے پاس طاقت ہے، اگر وہ واقعتاً اس بات پر ڈٹ جائیں کہ بھارت کا بائیکاٹ کرنا ہے اور آئندہ بھارت سے کوئی تجارت نہیں ہو گی تو میں سمجھتا ہوں کہ انڈیا آٹھ دن نہیں نکالے گا اور ان کے پاؤں میں گر جائے گا۔ یہ طاقت عرب ممالک کے پاس ہے لیکن پاکستان اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ بھارت مجبور ہو کر پسپائی اختیار

کر لے۔ اگرچہ عملی اسلام کے حوالے سے پاکستان کے مسلمانوں میں بڑی پسپائی ہے، ایمان کی کمزوری کا معاملہ بھی ہے مگر جہاں تک عشق رسولؐ کا تعلق ہے وہ اب بھی موجود ہے۔ ہمارے ہاں ناموس رسالت کی حفاظت کے حوالے سے روایتی طور پر احتجاج کرنے اور آواز بلند کرنے والے مذہبی سیاسی جماعت کے لوگ بھی شاید حکومت کے اتحادی ہونے کی وجہ سے اس وقت احتجاجی سیاست سے گریز کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اولاً تو دینی طبقات کو چاہیے تھا کہ وہ اس معاملے میں آگے آتے، بھرپور ردعمل تو ظاہر ہوتا لیکن آپس کے اختلافات، مسلکی معاملات اور سیاسی مفادات کی وجہ سے یہاں وہ احتجاج نہیں ہو سکا جو ہونا چاہیے تھا۔

آصف حمید: عرب اسرائیل کے خلاف بھی احتجاج کرتے رہے مگر اسرائیل ایک لحظہ کے لیے بھی پیچھے نہیں ہٹا۔ ہنود اور یہود اب اکٹھے ہیں۔ یہ صرف عوامی سطح پر ردعمل ہے، حکومتوں نے کچھ نہیں کیا، کچھ دن بعد ہی سب چیزیں نارمل نظر آئیں گی۔ پوری دنیا کی تمام این جی اوز کو موت پڑی ہوئی ہے وہ بالکل خاموش ہیں تو آپ عرب ورلڈ سے کیسے امید کر سکتے ہیں؟ وہ بس ایک حد تک کریں گے۔ جہاں تک ہندو ورکرز کو عرب سے نکالنے کا سوال ہے تو یہ کام حکمران قطعاً نہیں کریں گے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ دنیا الگ اور دین الگ ہے۔ جب تک بھارت کے اندر سے لوگ متحد نہیں ہوں گے باہر والے کھڑے کھڑے تماشا دیکھتے رہیں گے۔ سوشل میڈیا پر انڈینز کا کنٹرول ہو چکا ہے۔ گوگل، یوٹیوب اور فیس بک پر نظر آ رہا ہوتا ہے کہ وہ کس لیے استعمال کر رہے ہیں۔ ایسے اینکرز اور کالم نگار جو بھارت کے خلاف یوٹیوب وغیرہ کے اوپر اپنے vlog ڈالیں گے تو ان کی ویورشپ کو کم کر کے ان کو آف کر دیا جائے گا۔ یوٹیوب کے ساتھ بہت سارے کالم نگاروں اور وی لوگرز کی معاش وابستہ ہو گئی ہے۔ ان کے لیے سب سے زیادہ اہم بات یہ ہوتی ہے کہ یوٹیوب انتظامیہ ان سے ناراض نہ ہو جائے۔ لہٰذا اب وہ اپنی رائے کو تبدیل کر رہے ہیں۔ یہ اسلام کے خلاف ایک یلغار ہے۔ وہ اس پر سرسری بات کریں گے لیکن حل کی طرف نہیں جائیں گے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ جو بھی ظلم و ستم ہے اس کو عدل کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ پاکستان میں کوئی ہندو لڑکی مسلمان ہو جائے تو انڈیا طوفان کھڑا کر دیتا ہے لیکن اس وقت سب خاموش ہیں۔ درحقیقت ہمیں خود ہی اس وقت کھڑا ہونا ہوگا۔ خود کو متحد کرنا پڑے گا اور اپنے نظریات کو مضبوط کرنا پڑے گا۔

سوال: بھارت میں حکومتی جماعت کے دو ارکان جس طرح توہین رسالت کے مرتکب ہوئے ہیں اور حکومت ان کے خلاف ایکشن کرنے کی بجائے ان کو سپورٹ کر رہی ہے۔ یہ بتائیں کہ دنیا میں اسلام دشمنی کی ایسی کوئی مثال موجود ہے؟

ڈاکٹر ارشد محسن(کویت): اسلام اور مسلمانوں سے جن قوموں کو قیامت تک شدید دشمنی رہے گی اس کی خبر چودہ سو سال پہلے اللہ رب العزت نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعے ہمیں بتلا دی ہے۔ ﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ﴾(المائدہ: 82) ''تم لازماً پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور ان کو جو مشرک ہیں۔''

یعنی ایمان لانے والوں کے بدترین دشمن دو طرح کے لوگ ہوں گے یعنی ایک یہود اور دوسرا مشرک۔ توہین رسالت اس دشمنی کا بدترین مظاہرہ ہے۔ لیکن مسئلہ ہندوستانی مسلمانوں کے ترک قرآن کا بھی ہے۔ ہندوستانی مسلمان عملی طور پر تارک قرآن اور تارک سنت رسول ﷺ ہو چکے ہیں ۔ الا ماشاء اللہ ۔ یہاں کوئی ناموس رسالت ﷺ پر قربان ہونے والا پیدا نہیں ہوتا۔ دل پر پتھر رکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ یہاں اب مائیں غازی علم الدین اور ممتاز قادری کو جنم نہیں دیتیں۔ یہاں ملاؤں کا وفد اپنے مشرک آقاؤں سے بابری مسجد کی شہادت اور بابری مسجد کی زمین کے بدلے اپنے لیے کالجوں اور سکولوں کی زمینوں کے لائسنس مانگتا ہے۔ یہاں مسلمان فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ وہ ناموس رسالت ﷺ اور حرمت رسول ﷺ پر آواز نہیں اٹھاتے۔ ہندوستان میں لاکھوں مسلمان مشرک حکومت کی نوکری کرتا ہے کیا آپ نے سنا کسی ایک بھی مسلمان نے توہین رسالت ﷺ کی بنیاد پر نوکری سے استعفیٰ دیا ہو۔ بھارتی پارلیمنٹ میں اسلام مخالف قانون بنتے ہیں، مسلمان پارلیمنٹیرینز اسی پارلیمنٹ میں بیٹھ کر موٹی موٹی تنخواہیں اور مراعات لے رہے ہوتے ہیں۔ کیا کسی ایک مسلم پارلیمنٹرین نے استعفیٰ دیا۔ جب انڈین مسلمان ہندوؤں کے ظلم کے خلاف کھڑا ہونے کو تیار نہیں ہے تو پھر اللہ بھی اپنی سنت پر قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۗ﴾(الرعد: 11) ''یقیناً اللہ کسی قوم کے حالات نہیں بدلتا' جب تک کہ وہ خود نہیں بدل دیتے اُس (کیفیت) کو جو اُن کے دلوں میں ہے۔''

اللہ اس قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جو قوم اندر سے خود کو بدلنے کو تیار نہ ہو۔

سوال: کویت کی حکومت اور عوام کی طرف سے بھارت کے خلاف کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں۔ کیا وہاں معاملہ بھارتی مصنوعات کے بائیکاٹ سے بہت آگے نہیں نکل گیا؟

ڈاکٹر ارشد محسن(کویت): کویت جزیرہ عرب میں ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ جو اپنی بقا اور حفاظت کے لیے امریکہ اور UNO پر انحصار کرتا ہے۔ لیکن اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود کویت کے عوام اسلام کے معاملے میں غیرت مند اور جیالے ہیں۔ جب بھی دنیا کے کسی بھی حصے میں مسلمانوں پر ظلم ڈھایا جاتا ہے تو کویت سے جو بن پڑتا ہے وہ کرتا ہے۔ فلسطین کے معاملے میں کویت کے عوام اپنی بساط کے مطابق بین الاقوامی سطح پر آواز اٹھاتے ہیں اور مالی اعتبار سے بھی مظلوم فلسطینیوں کی مدد کیا کرتے ہیں۔ اسی طرح ہندوستان میں بھی جب مسلمانوں پر ظلم ہوتا ہے تو کویتی عوام اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اپنی حکومت پر دباؤ ڈالتے ہیں کہ ہندوستان میں ظالم مشرکین کو روکا جائے۔ ہندوستانی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا' ان کے سفیر کو بلا کر ڈانٹنا اور کویتی پارلیمنٹ میں ان کے خلاف سخت سے سخت Resolution پاس کرنا، یہ سب وہ کرتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ باقی مسلم ممالک کویت کے ساتھ مل کر اسلامک فرنٹ نہیں بناتے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ کویتی قیادت سے رابطہ کیا جاتا اور مسلمانوں کے دفاع کے لیے بین الاقوامی محاذ بنایا جاتا۔ باقی اسلامی ممالک کویت کی ان کوششوں میں اس کا ہاتھ مضبوط کرتے۔ اس وقت امت کو ملکی اور بین الاقوامی قوانین سے بالاتر ہو کر (انما المومنون اخوۃ) کے اصول کے مطابق اکٹھے ہونا ہوگا اور اگر نہیں ہوئے تو مسلمانوں کا صرف خون ہی بہے گا۔ اللہ مسلمانوں کو متحد ہونے اور طاغوتی قوتوں سے مقابلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

فلسفۂ قربانی

مولانا محمد الیاس گھمن

قربانی کی تاریخی حیثیت

اقوام عالم کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہر قوم میں قربانی کا تصور کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا ہے، ہزاروں سال پہلے جب انسان اپنے حقیقی خالق و مالک کو بھول چکا تھا اور عناصر، ہیاکل، ستاروں بلکہ اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں اور دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے یا ان کے نام کی نذر و نیاز مانتے ہوئے جانور وغیرہ کو ذبح کر کے ان کے سامنے رکھ دیتا تھا یا پہاڑوں پر چھوڑ دیتا اور یہ عقیدہ رکھتا کہ اب دیوتا اور بت مجھے آفات و حادثات سے محفوظ رکھیں گے۔ قربانی کا یہ تصور یونہی چلتا رہا، آج سے تقریباً چار ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام نے قربانی کا حقیقی مقصد اور صحیح فلسفہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دکھایا گیا کہ وہ اپنے بیٹے اسماعیل کو ذبح کر رہے ہیں اور یہ بات آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ نبی کا خواب بھی "وحی" ہوا کرتا ہے جو حکم کا درجہ رکھتا ہے۔

خلیل و ذبیح کا مکالمہ:

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مابین جو گفتگو ہوئی ہے، قرآن کریم کی روشنی میں اسے ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام: ''اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں، اس بارے تیرا کیا خیال ہے؟''

حضرت اسماعیل علیہ السلام: ''اے میرے ابو! جس کام کا آپ کو اللہ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے آپ وہ کام کر گزریئے۔ ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے گفتگو کا ایسا طرز اختیار نہیں کیا جس سے خوف اور وحشت ٹپکتی ہو بلکہ فکری اور ذہنی طور پر اللہ کے نام پر جان قربان کرنے کی خوبصورت انداز میں ترغیب دی ہے تاکہ جب اللہ احکم الحاکمین کے حکم پر عمل پیرا ہوا جائے تو اس میں بیٹا مجبور نہ ہو بلکہ تسلیم و رضا کا پیکر نظر آئے اور ہر عبادت میں یہی مقصود ہوا کرتا ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے جواب میں غور کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اتنی بڑی قربانی دینے کے لیے اتنی چھوٹی سی عمر میں تیار ہوئے واقعتاً چھوٹی عمر میں بڑا کمال ہے لیکن حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اسے اپنی ذات کی طرف منسوب نہیں ہونے دیا بلکہ اسے محض اللہ کی عطا سمجھا اور مشیئت ایزدی پر صبر کرنے والوں کی قطار میں خود کو کھڑا کر دیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فیصلہ سنایا میں اللہ کے اس حکم پر دل و جان سے راضی ہوں اور یہ راضی ہونا محض لفظوں تک ہی محدود نہیں بلکہ ذبح ہونے کو بھی تیار ہوں۔

جذبہ خلیل اور صبر ذبیح:

باقی پدرانہ شفقت کی وجہ سے آپ اس سوچ میں بھی نہ پڑیئے کہ شاید میرا یہ فیصلہ ہنگامی یا وقتی ہو گا میں "قربانی کا فلسفہ" خوب اچھی طرح جانتا ہوں کہ اپنی جان تک کو اللہ کی راہ میں قربان کرنا درحقیقت "قربانی" ہے۔ اس حقیقت پر عمل کرنے کے لیے میرے ذاتی ارادہ کو دخل نہیں بلکہ یہ سب کچھ اللہ کی مشیئت اور ارادہ سے ہی ممکن ہے چونکہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے اس لیے میں بھی صبر کروں گا تاکہ اللہ کی معیت مجھے بھی نصیب ہو جائے۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ کے حکم پر اپنے لخت جگر کو قربان کرنے کا جذبہ پختہ تھا اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کا اللہ کے نام پر قربان ہو جانے کا ارادہ بھی مصمم تھا یہ اس لیے کہ دونوں باپ بیٹا "فلسفہ قربانی" کی حقیقت کو سمجھ چکے تھے۔

صبر ذبیح سے زیادہ صبر خلیل:

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تو اللہ تعالیٰ کے نام پر خود قربان ہونے کے لیے پیش کیا اس لیے ان کا جذبہ تو واضح طور پر سمجھ میں آتا ہے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جذبہ قربانی سمجھنے کے لیے ایک دوسری حقیقت کو سمجھنا ہو گا وہ یہ کہ باپ کے لیے اولاد کی قربانی پیش کرنا اپنے آپ کو ذبح کر لینے سے زیادہ مشکل ہوتا ہے، یہ وہ قلبی کیفیت اور دلی احساس ہے جس کو سمجھا تو جا سکتا ہے لیکن الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا کا ہر باپ اس بات کو اچھی طرح سمجھتا ہے کہ اولاد کی محبت کیا ہوتی ہے؟ اس لیے قرآن کریم نے اولاد کو (فتنہ) باعثِ آزمائش کہا ہے۔ اس بنیاد پر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا جذبہ قربانی بھی قابلِ صد ستائش ہے اور ان کا صبر و ضبط بھی مثالی ہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا "جذبہ قربانی" اس سے بڑھ کر قابلِ تحسین اور ان کا صبر بے مثال ہے۔ انسان اپنے آپ کو قربان کر سکتا ہے لیکن لخت جگر نرم و نازک اور معصوم گردن پر اپنے ہاتھوں سے چھری چلانا، نہ چلے تو بار بار چھری کو تیز کر کے چلانا اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔

سنتِ ابراہیمی:

یہ کام اعصاب شکن، مشکل اور بہت صبر آزما تھا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صدق نیت کے ساتھ اس پر عمل کر کے دکھایا تو اللہ رب العزت نے بچے کے عوض ایک دنبہ وہاں بھیج دیا اور فرمایا کہ آپ امتحان میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد یہ عمل شریعت میں اس قدر پسندیدہ اور مقبول ہوا کہ اسے "سنتِ ابراہیمی" کے مبارک الفاظ سے یاد کیا جانے لگا۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اخلاص کی ایسی مضبوط دلیل ہے جو تا قیامِ قیامت قائم رہے گی۔

قربانی کی اسلامی حیثیت:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا: یا رسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ (یعنی قربانی کی حیثیت کیا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے (روحانی) باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت (اور طریقہ) ہے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہمیں قربانی کے کرنے سے کیا ملے گا؟ فرمایا: ''ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (پھر سوال کیا) یا رسول اللہ! اُون (کے بدلے میں کیا ملے گا) فرمایا: ''اُون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ملے گی۔'' (سنن ابن ماجہ)

قربانی کی اہمیت:

قربانی والی عبادات ان چیزوں میں سے ایک ہے جو اسلام کی علامت اور شعائر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ کے دس سالہ قیام میں ہر سال قربانی فرماتے رہے اور آپؐ کے بعد صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، مفسرین، محدثین، اسلاف اور اکابر، سب اس وقت سے لے کر آج دن تک امت کا متوارث، متواتر اور مسلسل عمل بھی قربانی کرنے کا چلا آ رہا ہے۔

قربانی پر قرآن کریم اور احادیث مبارکہ موجود ہیں جس سے اس کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں ہے: "اور ہم نے ہر اُمت کے لیے قربانی اس غرض کے لیے مقرر کی ہے کہ وہ ان مویشیوں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں عطا فرمائے ہیں، لہٰذا تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے، چنانچہ اُسی کی فرماں برداری کرو، اور خوشخبری سنا دو اُن لوگوں کو جن کے دل اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں۔" (الحج:34)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عیدالاضحیٰ کے دن کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے محبوب اور پسندیدہ نہیں اور قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے بالوں، سینگوں اور کھروں سمیت آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں شرفِ قبولیت حاصل کر لیتا ہے، لہٰذا تم خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔'' (جامع الترمذی)

قربانی کا پیغام:

قربانی ہمیں یہ پیغام دیتی ہے کہ ہمارے دلوں میں یہ احساس اور فکر پیدا ہو جائے کہ اللہ کا حکم ہر چیز پر مقدم ہے۔ ہماری ساری کامیابیوں کا مدار اللہ کے احکام کو ماننے پر ہے اگرچہ وہ ہماری طبیعت، عقل اور سماج کے خلاف ہی کیوں نہ معلوم ہو رہا ہو۔ اس میں حکمتیں اور مصلحتیں نہ تلاشی جائیں بلکہ بے چوں وچرا اس پر صدق دل سے عمل کیا جائے۔ حدیث مبارک میں ہے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنی خواہشات کو میرے دین کے تابع نہ کر دے۔ دوسرا اہم پیغام یہ ہے اپنے اندر جذبہ ایثار پیدا کریں، اسی کی بدولت دنیا میں امن وامان قائم ہوگا۔

اللہ کریم تمام مسلمانوں کو عید کی خوشیاں نصیب فرمائے۔ آمین

فریضۂ حج اور ہماری کوتاہیاں

مولانا مفتی محمد اسماعیل

حج بیت اللہ، دین اسلام کا ایک اہم رکن ہے جس کی ادائیگی صاحب استطاعت مسلمان پر فرض ہے۔ مقامِ افسوس ہے کہ دیگر فرائض کی طرح حج کے مقدس فریضے میں بھی کئی طرح کی کوتاہیاں اور غلط فہمیاں عام ہیں جن کی اصلاح ضروری ہے۔ ان میں سے کچھ غلط فہمیوں کا تعلق حج کی فرضیت سے اور کچھ کا حج کی ادائیگی سے ہے۔ حج کے اس مبارک موقع پر ضروری ہے کہ ان غلط فہمیوں کو نشان زد کر کے عوام الناس کو ان سے مطلع کیا جائے! ہمارا کام صرف دین کی صحیح بات کا ابلاغ (پہنچانا) ہے، باقی ہدایت اور اصلاح کے فیصلے اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔

بڑھاپے سے حج کا کوئی تعلق نہیں

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حج بڑھاپے میں کرنے کا کام ہے۔ اس لیے وہ حج فرض ہونے کے باوجود حج کو اس وقت تک مؤخر کیے رہتے ہیں جب تک بڑھاپے کی دہلیز کو نہ پہنچ جائیں۔ یہ ایک بہت بڑی غلطی ہے۔ حج فرض ہونے کا بڑھاپے اور جوانی سے تعلق نہیں بلکہ نصاب کا مالک ہونے سے ہے۔ جو بالغ مسلمان مرد یا عورت، حج کے نصاب کا مالک ہو جائے اس پر حج کی فوری ادائیگی فرض ہے۔ اس کو بلاوجہ مؤخر کرنا جائز نہیں۔

حج کا نصاب کیا ہے؟

رہا یہ سوال کہ حج کا نصاب کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس بالغ، تندرست مسلمان مرد یا عورت کے پاس ضروریات زندگی سے زائد حج کوٹے کے برابر مال ہو وہ نصاب حج کا مالک ہے۔ بالغ ہونے کی قید اس لیے لگائی گئی کہ نابالغ پر حج فرض نہیں اور تندرست کی قید اس لیے لگائی گئی کہ ہاتھ پاؤں اور آنکھوں سے معذور پر حج فرض نہیں۔ حج ایک ایسا فریضہ ہے جو ایک بار کسی پر عائد ہو جائے تو زندگی بھر فرض رہتا ہے۔ چاہے وہ تنگ دست اور کنگال ہی کیوں نہ ہو جائے۔ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ حج فرض ہونے کے بعد کوئی شخص تنگ دست اور محتاج ہو جائے تب بھی اس پر قرضہ وغیرہ لے کر حج کے لیے جانے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ (شامی)

حقیقت یہ ہے کہ حج کرنے کا جو مزہ اور لطف جوانی میں ہے وہ بڑھاپے میں میسر نہیں آ سکتا۔ حج ایک مشقت بھرا سفر ہے اور مشقتیں اور دشواریاں برداشت کرنے کی جو قوت انسان کے اندر جوانی میں ہوتی ہے وہ بڑھاپے میں نہیں رہتی۔ پھر زندگی اور مال ودولت کا کوئی بھروسا بھی نہیں۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ حج فرض ہونے کے بعد اس کو بلاوجہ مؤخر نہ کرے اور جلد از جلد حج کے فریضہ سے سبکدوش ہو جائے تاکہ وہ کسی بھی قسم کے گناہ اور بار سے بچا رہے۔

گھر میں حج کا ماحول نہیں

اگر کسی کو یہ یاد دلائیں کہ بھائی آپ صاحب مال ہیں، آپ کے اوپر حج فرض ہے اس کو ادا کیجیے! تو جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ہمارے گھر میں ماحول نہیں ہے، اس قسم کی باتیں ہمارے یہاں ہوتیں ہیں۔ اور جب تک ماحول نہ ہوا ایسا کرنے کا فائدہ کیا؟ حالانکہ وہ ہر سال تمام بچوں اور گھر والوں کے ساتھ بمع ملازمین مری، سوات گھومنے جائیں گے۔ سنگاپور، پیرس، اور لندن جائیں گے، لیکن نہیں جائیں گے تو حج کے لیے نہیں جائیں گے۔ حج کے لیے ماحول نہ ہونے کا بہانہ کریں گے، مگر! یہ بہانہ آخرت میں نہ چل سکے گا اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچا سکے گا۔ سوچ لیں!

پہلے نماز روزہ کے تو پابند ہو جائیں

کچھ لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ حج پر تو بعد میں جائیں گے، پہلے نماز، روزہ کے تو پابند ہو جائیں۔ انہیں سمجھاؤ کہ بھائی! جب تم حج پر جاؤ گے تو ایک طرح سے تمہاری تربیت ہوگی اور جب 30 سے 40 روز تک گھر سے باہر رہ کر صرف حرم پاک اور مسجد نبوی میں یہ سارا وقت لگے گا اور ایک خاص عبادت والا ماحول ہوگا تو تم تمام دوسری عبادتوں کے بھی عادی ہو جاؤ گے اور تمہارے اندر بڑی تبدیلی پیدا ہو جائے گی، لیکن پھر بھی نہیں سمجھتے......

اصل بات یہی ہے کہ حج کرنا نہیں چاہتے، کیونکہ اوّل تو حج

کا فرض ہونا نماز، روزہ کی پابندی پر موقوف نہیں، دوسرے نماز، روزہ کی پابندی بھی تو اپنے اختیار میں ہے، جب چاہے پابند ہو جاؤ، کیا مشکل ہے؟

دیگر فرائض

کچھ لوگ اس طرح تاویلیں پیش کرتے ہیں کہ ایک حج ہی ادا کرنے کے لیے رہ گیا ہے! اور بھی تو دوسرے فرائض ہیں۔ رشتہ داروں کے حقوق ہیں، بچوں کی تعلیم ہے اور نہ جانے کیا کیا بہانے تراشتے ہیں کہ پہلے ان کو پورا کر لیں پھر حج بھی کر لیں گے۔ اتنی جلدی کیا ہے؟

حج کے بعد گناہ نہ کرنا

کچھ لوگ حج پر اس لیے نہیں جاتے کہ بھائی! بس حج کے بعد کوئی گناہ نہیں کرنا، اس لیے بس زندگی کے آخری ایام میں حج کریں گے تاکہ بعد میں پھر کوئی گناہ نہ کریں۔ یہ بھی محض ایک بہانہ ہے کیونکہ یہ تو معلوم نہیں کہ زندگی کتنی ہے اور وہ کب پوری ہو جائے، اگر زندگی کے آخری ایام کے انتظار میں موت آ گئی تو پھر کیا ہوگا۔ اس لیے زندگی کے آخری حصہ میں حج کرنے کا انتظار کیے بغیر جتنی جلدی ممکن ہو سکے حج کر لینا چاہیے۔

اولاد کی شادی کو مقدم سمجھنا

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک تمام اولاد کی شادی نہ ہو جائے اس وقت تک حج نہیں کرنا چاہیے! یہ خیال بھی غلط اور بے بنیاد ہے۔ اولاد کی شادی سے حج کی فرضیت کا کوئی تعلق نہیں۔

کاروباری عذر

کچھ لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ چونکہ بچے ابھی چھوٹے ہیں اور کاروبار کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اس لیے بچے جب بڑے ہو جائیں گے اور کاروبار سنبھال لیں گے تو پھر حج پر جائیں گے۔ یہ بھی محض نفس کا بہانہ اور حج کرنے سے جی چرانا ہے۔ نہ معلوم کب بچے بڑے ہوں اور کب وہ کاروبار سنبھالیں! اگر بچوں کا پہلے ہی انتقال ہو گیا یا بڑے میاں کا وقت پہلے ہی آ گیا تو پھر حج کا کیا ہوگا؟ بہرحال کسی قابل اعتماد شخص کو کاروبار سپرد کر کے حج کے لیے جائیں اور اگر کوئی بھروسا کا آدمی نہ ملے تو دکان بند کر کے حج کے لیے جائیں۔

پہلے بڑوں کے حج کو ضروری سمجھنا

حج کے حوالے سے ایک غلط فہمی لوگوں میں یہ بھی پائی جاتی ہے کہ جب گھر کے بڑے اور والدین حج نہ کر لیں اس وقت تک چھوٹوں پر حج فرض نہیں سمجھتے۔ حالانکہ نماز، روزے، زکوٰۃ کی طرح حج بھی انفرادی طور پر عائد ہونے والا فریضہ ہے۔ بڑوں کے حج کرنے، نہ کرنے سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

سفرِ حج کو مال کا ضیاع سمجھنا

بعض روشن خیال لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ اتنی بھاری رقوم حج کے لیے خرچ کرنے کی بجائے ریاست کے فقراء پر اسے خرچ کیا جانا چاہیے! اس نظریے کے حامل وہ ہی لوگ ہیں جو عیدالاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کی قربانی کو ضروری نہیں سمجھتے۔ زکوٰۃ کے لیے تملیک (محتاج کو مالک بنانا) ضروری نہیں سمجھتے اور دین کے ہر مسئلے میں اپنی عقل ناقص کو فوقیت دینے کے قائل ہیں۔ ظاہر ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کو قبول کرنے کا پابند ہے، اپنی عقل کا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں عقل کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔

کچھ کما کھا لیں

بعض لوگ حج کے بارے میں یہ بہانہ کرتے ہیں کہ یہ وقت کمانے کھانے کا ہے، پہلے کچھ کما لیں پھر حج کریں گے۔ یہ بھی نفس و شیطان کا دھوکہ ہے۔ ایسے لوگ اصل میں یہ سمجھتے ہیں حج سے پہلے کاروبار میں دھوکہ، سود، رشوت، کم تولنا، کم ناپنا، نقلی اصلی بتا کر بیچنا سب چلتا ہے۔ حج سے آنے کے بعد اگر یہ گناہ کیے تو بڑی بدنامی ہوگی، لوگ کہیں گے حاجی صاحب ہو کر ایسا کام کرتے ہیں۔ اس لیے وہ جوانی میں حج نہیں کرتے۔ اور جب بوڑھے ہو جائیں گے اور کسی قابل نہ رہیں گے تو حج کرنے جائیں گے تاکہ واپس آنے کے بعد حج کی نیک نامی باقی رہے۔ ایسے لوگوں کو چاہیے کہ وہ اس دھوکہ سے بچیں اور مذکورہ گناہوں سے توبہ کریں اور صحت و جوانی میں حج کریں۔

بغیر بیوی کے حج نہ کرنا

بعض لوگ وہ ہیں جن پر حج فرض ہے اور ان کے پاس اس قدر پیسے ہیں جن سے وہ خود تو حج کر سکتے ہیں البتہ اپنی بیوی کو حج پر لے جانے کی استطاعت نہیں رکھتے، لیکن وہ بیوی کے اصرار کی وجہ سے یا اپنی مرضی سے اس انتظار میں رہتے ہیں کہ جب بیوی کو ساتھ لے جانے کے قابل ہوں گے اس وقت میاں بیوی دونوں ساتھ حج کرنے جائیں گے۔ واضح رہے کہ بیوی کو ساتھ لے جانے کے انتظار میں حج کو مؤخر کرنا درست نہیں اور بیوی کو بھی اپنی وجہ سے خاوند کو حج فرض ادا کرنے سے روکنا درست نہیں، خاوند کو چاہیے کہ اس وقت وہ خود حج ادا کرے پھر بعد میں اللہ تعالیٰ توفیق دیں تو بیوی کو بھی حج کرا دے۔

بچوں کو کس کے پاس چھوڑیں

بعض لوگ خصوصاً عورتیں یہ بہانہ بناتی ہیں کہ ابھی بچے چھوٹے ہیں اور ہم نے کبھی بچوں کو اکیلا نہیں چھوڑا، انہیں اکیلا چھوڑ کر کیسے جائیں؟ یہ بھی محض ایک بہانہ ہے۔ ان کو اگر کسی دوسری جگہ کا سفر پیش آ جائے یا کسی مرض کی وجہ سے ہسپتال جانا پڑے تو اس وقت چھوٹے بچوں کا سب انتظام ہو جاتا ہے، جب وہاں انتظام ہو سکتا ہے تو حج کے لیے جانے پر بھی انتظام ہو سکتا ہے۔ اس لیے بچوں کی حفاظت کا مناسب بندوبست کر کے حج ادا کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔

حج کے بجائے عمرہ کرنا

بعض لوگوں پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ ان کے پاس مال و دولت کا ڈھیر جمع رہتا ہے لیکن یہ لوگ حج کا فریضہ ادا نہیں کرتے۔ البتہ یہ لوگ عمروں پر عمرے کرتے رہتے ہیں حالانکہ جس شخص پر حج فرض ہو جائے اس کو حج کرنا چاہیے، عمرہ بھی اپنی جگہ بہت بڑی سعادت ہے مگر یہ حج کا متبادل نہیں لہٰذا عمرہ کا اتنا اہتمام کرنا اور اس کے مقابلے میں فرضیت کے باوجود حج کرنے کا اہتمام نہ کرنا بہت غلط بات ہے۔

حج کے احکام سے ناواقفیت

جس طرح دنیا کے ہر کام اور پیشے (بلکہ ہر کھیل) کے اصول اور ضابطے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ فرائض کے بھی اصول ہیں، جن کا خیال کیے بغیر انسان اللہ تعالیٰ کی فرض کردہ ذمہ داریوں سے کماحقہ بری نہیں ہو سکتا۔ مسلمان فریضہ حج ادا کرنے کے لیے ایک بھاری رقم خرچ کرتا ہے، اتنی رقم خرچ کرنے کے باوجود بھی اگر اس کا حج، حج کے ضابطوں کے مطابق نہ ہو یا اس پر کئی اقسام کے جرمانے لاگو ہو جائیں تو یقیناً یہ گھاٹے کا سودا ہے۔ اس لیے حج درخواست منظور ہونے کے بعد عازم حج کو چاہیے کہ وہ حج کا طریقہ اور اس کے ضروری احکام و ہدایات سے واقفیت حاصل کرے۔ اس کے لیے حج تربیتی کورسز میں شرکت، حج کے متعلق مستند کتابوں کا مطالعہ اور سفر حج میں علمائے کرام اور مناسک حج سے واقف رفقاء کا انتخاب ضروری ہے۔

گھٹا سر پہ ادبار کی چھا رہی ہے

اوریا مقبول جان

مولانا الطاف حسین حالیؔ نے جب آج سے 143 سال قبل 1879ء میں مسلمانوں کے زوال کا نوحہ ''مسدسِ حالی'' کی صورت میں لکھا، تو آغاز ہی میں اس قوم کی حالتِ زار بتاتے ہوئے اس کا نقشہ یوں کھینچا۔

یہی حال دُنیا میں اس قوم کا ہے
بھنور میں جہاز آ کے جس کا گھرا ہے
نہیں لیتے کروٹ مگر اہلِ کشتی
پڑے سوتے ہیں بے خبر اہلِ کشتی

ٹھیک یہی حالت آج پاکستان کے اربابِ اختیار اور اہلِ سیاست کی ہے، کہ عین جس لمحے اس قوم کو متحد اور بیدار ہونا چاہئے تھا، یہ کشمکش اقتدار اور مستقبل کی حکومت کی منصوبہ بندی میں اسی طرح اُلجھے ہوئے ہیں، جیسے بغداد پر ہلاکو کے حملے کے وقت عوام اور خواص گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور خلیفہ سے دُشمنی نبھانے کے لیے ابن علقمی نے ہلاکو کو بغداد پر حملے کی دعوت دی تھی۔ لیکن جب وہ سب کو روندتا ہوا بغداد میں داخل ہوا تو پھر ہلاکو کی تلوار سے کسی کی بھی گردن سلامت نہیں رہی تھی۔ لیکن یہاں تو معاملہ صرف پاکستان کا اکیلے نہیں ہے بلکہ اس وقت پوری دُنیا آنے والی جنگ سے تھر تھر کانپ رہی ہے۔

دُنیا کے تمام امیر ممالک سر جوڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں، کہ یوکرین اور روس کی جنگ جو یقیناً بہت طویل ہوتی نظر آتی ہے، اس کے دوران پوری دُنیا پر جو قحط، بے روزگاری، افلاس اور سہولیات کے فقدان کا دور آنے والا ہے اس سے کیسے نمٹا جائے۔ روس اور یوکرین کے ممالک، جہاں اصل میدانِ جنگ گرم ہے، یہ دونوں ممالک دنیا کی ''روٹی کی ٹوکری'' (Bread Basket) ہیں۔ دُنیا کا تیس فیصد چاول، گندم اور دالیں ان ہی دونوں ملکوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ سورج مکھی جس سے خوردنی تیل بنتا ہے اور پکوان تلے جاتے ہیں، پوری دُنیا کا آدھا اس علاقے میں اُگتا ہے۔ دُنیا میں جب سے گیس دریافت ہوئی، روس اس وقت سے دُنیا کا سب سے زیادہ گیس برآمد کرنے والا ملک ہے اور تیل برآمد کرنے والا بھی دوسرا بڑا ملک ہے۔ روس اور بیلا روس میں کھاد کے اتنے کارخانے ہیں کہ اس وقت دُنیا میں استعمال ہونے والی ہر پانچویں بوری وہاں سے آتی ہے۔ جس خطے میں جنگ ہوتی ہے وہاں دو طرح کی کیفیات پیدا ہوتی ہیں، ایک تو یہ کہ پیداوار بہت کم ہو کر رہ جاتی ہے اور لوگ صرف اپنی ہی ضروریات کے مطابق بہ مشکل غلہ اُگا سکتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی اگر ضرورت سے زیادہ پیدا ہو جائے تو پھر وہ اتنا کم ہوتا ہے کہ کئی گنا مہنگا ہو کر بکتا ہے۔ ظاہر بات ہے اس جنگ میں جب دُنیا کی ''خوراک کی ٹوکری'' میں اناج ہی کم آئے گا تو پھر اسی کو ملے گا جو اس کی زیادہ سے زیادہ قیمت ادا کرے گا۔ جبکہ ان امیروں کے مقابلے میں بھوک اور قحط ایسے لوگوں کا مقدر بنے گا جو مفلس و نادار ہیں یا پھر چھیننے کی بھی طاقت نہیں رکھتے۔

جنگِ عظیم دوّم میں 1943ء میں آنے والا بنگال کا قحط، تاریخ میں جنگی جرائم کی علامت ہے، اس میں 43 لاکھ بنگالی ہلاک ہوئے تھے، جن میں سے اکثریت مسلمانوں کی تھی۔ جنگِ عظیم کے دوران ہندوستان، انگریز کے زیر تسلط تھا اور برطانوی جمہوریت کا چیمپئن چرچل اس کا وزیر اعظم تھا۔ اس نے خوراک کے گوداموں کو تالے لگا دیئے تھے کہ اب گندم صرف انگلستان کے لوگ ہی استعمال کریں گے۔ ایک آفیسر نے پوری صورتِ حال لکھ کر بھیجی کہ لوگ قحط سے مر رہے ہیں تو اس نے فائل پر لکھا "Has Gandhi died yet" ''کیا اب تک گاندھی مر گیا ہے'' اور خوراک کے گوداموں کے تالے انہیں کھولے تھے۔ کچھ ایسا ہی حال دُنیا کے بے شمار ملکوں کا چند مہینوں میں ہونے والا ہے۔ جنگ کے آغاز کے پہلے مہینے میں ہی دُنیا میں آباد ایک ارب ستر کروڑ افراد فوراً متاثر ہو گئے تھے۔ یہ افراد اب تک جنگ سے تین طرح کے خطرات کا شکار ہو چکے ہیں (1) خوراک کی کمی اور قیمتوں میں ہوشربا اضافہ (2) تیل اور گیس کی کمی اور قیمتوں میں اضافہ اور (3) تیسرا یہ ہے کہ اپنے معاشی حالات کی ابتری جو پہلے ہی کرونا کی وجہ سے دگرگوں ہو چکے تھے۔

دُنیا کے چھیالیس بڑے بڑے غریب ممالک میں سے، 38 ممالک اس مصیبت کی زد میں آ رہے ہیں جبکہ 58 چھوٹے چھوٹے جزیرہ نما ممالک میں سے 40 کو اس خرابی کا سامنا ہے۔ ان ممالک میں سے پچیس ممالک افریقہ سے، 25 ایشیا سے، اور 19 لاطینی امریکہ، پیسفک اور جزائر غرب الہند (Caribbean) سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور دل تھام کر سن لو کہ ان ممالک میں مملکتِ خداداد پاکستان بھی نہ صرف شامل ہے بلکہ ان دس ممالک میں سے ایک ہے جہاں خوراک کا شدید بحران آ سکتا ہے۔ اس لیے کہ گزشتہ چالیس سال سے اس ملک پر ایسے حکمران مسلط رہے ہیں جنہوں نے اس ملک کو تاجر کا ایک ''کھلواڑ خانہ'' بنا دیا تھا۔ دُنیا بھر سے گندم، دالیں، چاول خریدو، دکانوں میں بیچو اور منافع کما کر سیاسی نعرے لگاتے پھرو۔ زمیندار سے تمام مراعات چھین لی گئیں جس کی وجہ سے اوّل تو اس نے کھیت کھلیان ہی بیچ دیئے یا پھر وہاں گندم، دالیں وغیرہ لگانا اتنا مہنگا پڑنے لگا تھا کہ اس نے قیمتی اور فوری منافع والی چیزیں جیسے گنا، کپاس اور سبزیاں لگائیں، پیسے جیب میں ڈالے اور پھر خود بھی یوکرین سے درآمد شدہ گندم خریدی۔

پاکستان کا یہ خطہ جہاں ایک زمانے تک گائے بیلوں کے دیسی گھی سے باورچی خانے کی گاڑی چلتی تھی اب یہ ملک ہر سال 24 ارب ڈالر کا پام آئل باہر سے منگواتا ہے۔ کیا اس ملک میں سورج مکھی، کنولا یا پام کے درخت لگانا مشکل کام تھا۔ لیکن حکمران کوتو زمیندار نہیں بلکہ تاجر پسند تھے جو ان کے خرچے اُٹھاتے اور انہیں کمیشن دیتے تھے۔ یہی خطہ جو آزادی سے پہلے پورے ہندوستان کو گندم فراہم کرتا تھا لیکن اس سال ایک اندازے کے مطابق آٹھ ارب ڈالر کی گندم باہر سے منگوائے گا۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ گندم کہاں سے منگوائے گا۔ پہلے یوکرین سے آتی تھی اب تو یوکرین والے زیادہ سے زیادہ اپنے اتحادی یورپی یونین کو ہی گندم سپلائی کر سکیں تو بھی بڑی بات ہوگی۔ افریقہ، جنوبی امریکہ اور ایشیا کے ممالک میں جب قحط کی صورتِ حال پیدا ہوگی تو ان حالات میں لوگ ان ملکوں کی جانب ہجرت کو دوڑ پڑیں گے جہاں خوراک موجود ہوگی۔ جو نہیں بھاگ سکیں گے وہ اپنے ہی ممالک میں خوراک کی گوداموں پر حملہ آور ہوں گے۔ ویسے بھی ابھی تک 65 لاکھ یوکرینی اپنے کھیت کھلیان چھوڑ کر اپنے ہی ملک میں محفوظ شہروں میں جا چکے ہیں جبکہ 35

لاکھ ملک ہی چھوڑ چکے ہیں۔ جنگ جیسے جیسے باقی ممالک کو اپنی لپیٹ میں لے گی، دُنیا میں ہتھیاروں کی ایسی دوڑ شروع ہوجائے گی جس سے بچنا ناممکن ہوگا۔ اپنی حفاظت کے لیے ریاستوں کو پیٹ کاٹ کر ہتھیار حاصل کرنا پڑیں گے۔ جنگ کے شعلوں کا عالم یہ ہے کہ سویڈن جیسا ملک جو کبھی نیٹو کا اتحادی نہیں بنا تھا وہ بھی مجبوراً اس میں شامل ہو گیا ہے۔ روس کی گیس کے مقابلے میں کوئلہ خریدا جا رہا ہے یا پھر خلیج سے ایل این جی۔ ابھی سے تیل کے لیے یورپی ملکوں میں قطاریں لگ رہی ہیں۔ غریب ممالک تو اس کا مزہ چند ہفتوں میں چکھنا شروع ہو جائیں گے۔ صرف ایک چھوٹے سے ملک سری لنکا میں قحط سے متاثر ہونے والوں کی اندازاً تعداد پچاس لاکھ ہوسکتی ہے۔

یوکرین کے ساتھ جس دوسرے خطے کو گرم کرنے کی تیاری ہے وہ پاکستان اور بھارت ہے۔ نیٹو کی طرز پر بننے والے چار ملکی اتحاد QUAD، جس میں بھارت، آسٹریلیا، جاپان اور امریکہ شامل ہیں جنگ کے لیے متحرک ہو چکا ہے۔ اس وقت یوکرین کے بعد بھارت دوسرا ملک ہے جو گندم میں خود کفیل ہے لیکن اپنی ضروریات کے لیے 84 فیصد تیل باہر سے منگواتا ہے یہاں جنگ چھڑی تو تین ارب افراد ملوث ہوں گے۔ اس جنگ میں جو چین کی معاشی پیش قدمی کو روکنے کے لیے چھیڑی جائے گی، اس میں ہماری کیا دُرگت بنے گی کسی کو اندازہ ہے؟ کیا ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ (بشکریہ روزنامہ ''92'' 21 جون 2022ء)

۞۞۞

دعوت فکر

شبر زیدی کی بے تکی منطق

ڈاکٹر اشرف علی

شبر زیدی ہمارے ملک کے ایک مشہور و معروف معیشت دان ہیں۔ وہ فیڈرل بورڈ آف ریونیو (ایف۔ بی۔ آر) کے چیئرمین بھی رہ چکے ہیں۔ آج کل ان کا ایک ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہو رہا ہے جس میں موصوف کہتے نظر آتے ہیں کہ دنیا میں کبھی ریاست مدینہ نام کی کوئی ریاست تھی ہی نہیں۔ اللہ کی رحمت سے انکار کرتے ہوئے موصوف کا کہنا ہے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے جس ریاست مدینہ کی ہم بات کرتے ہیں وہ ایک قبائلی معاشرہ تھا جہاں نہ کوئی سکول تھا نہ کالج، ہسپتال تھا نہ سڑک بجلی تھی نہ ٹیلی فون اور بینک ۔ بات کو آگے بڑھاتے ہوئے موصوف کہتے ہیں کہ جب وہ کسی فورم پر تقریر کرنے جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ فورم میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے پچیس فیصد سے زیادہ لوگ داڑھی والے ہیں یا باپردہ خواتین ہیں تو وہ وہاں پر خطاب کرنا پسند نہیں کرتے کیونکہ یہ ملا، مولوی، مدرسے اور باحجاب خواتین ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شبر زیدی معیشت کی دنیا میں ایک بڑا نام ہے لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ انہیں دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی علوم پر بھی وہی دسترس حاصل ہے جس کی بنیاد پر وہ تاریخ کو ہی مسخ کر دے۔ شبر زیدی کی ان بے تکی اور بے سروپا باتوں سے لگتا ہے کہ موصوف کو نہ تو کہیں تاریخ اسلام سے کوئی واسطہ پڑا ہے اور نہ ہی اپنی محدود سوچ سے آگے نکل کر عالمگیر انقلاب کے داعی اور ان کی قائم کردہ فلاحی ریاست کے بارے میں کبھی پڑھا ہے، یہی بات تو پوری دنیا کے لیے باعث حیرت ہے کہ ایک قبائلی معاشرہ جہاں نہ سکول تھا نہ کالج، سڑک تھی نہ کوئی بڑی بڑی عمارتیں، ہسپتال تھا نہ بجلی اور ذرائع مواصلات لیکن اس کے باوجود اسی ریاست مدینہ کے حکمران نے بے سروسامانی کی حالت میں کیسے اس وقت کی دو عظیم طاقتوں یعنی فارس اور روم کی سلطنتوں سے ٹکر لی اور پورے عالم میں اسلامی سلطنت قائم کی۔ شبر زیدی کا علم شاید اس بارے میں ابھی نامکمل ہے کہ جس ریاست کی بنیاد فخرِ موجودات، سرورِ کائنات ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے رکھی تھی اور پھر اس مشن کو خلفائے راشدین نے آگے بڑھایا اسی ریاست کے تصورات کو ادھار لے کر مغرب نے اپنی طرز حکمرانی کی بنیاد ڈالی اور جب ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے زریں اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حکومت کی ذمہ داریاں شبر زیدی جیسے لوگوں کے ہاتھوں میں دے دیں تو اللہ تعالیٰ کے غضب کے کوڑے پوری قوم پر برسنے لگے اور ہم ایک غلام قوم بن گئے۔ یہی تو سوچنے والی بات ہے جس پر شبر زیدی اور ان جیسے سوچ کے حامل روشن فکر طبقے کو سوچنا چاہیے کہ عرب کے وہ بدو جو تعلیم سے ناآشنا تھے، دنیا کے معلم کیسے بن گئے؟ جو جاہل، گنوار، تہذیب اور تمدن سے نابلد تھے۔ وہ دنیا کو تہذیب کیسے سکھانے لگے۔ جو رہزن تھے وہ رہبر کیسے بن گئے۔ جو ان پڑھ تھے وہ دنیا کو حکمرانی کے گر کیسے سکھانے لگے؟ شبر زیدی اس عالم گیر انقلاب اور اس کے بانی کو کوئی کریڈٹ دے یا نہ دے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن میری گزارش ان سے صرف اتنی سی ہے کہ وہ دنیا کے بڑے بڑے لکھاریوں کی تحریریں پڑھیں جنھوں نے غیر مسلم ہو کر بھی حضور ﷺ کے لائے ہوئے عالمگیر انقلاب کو دنیا کا سب سے بڑا انقلاب قرار دیا ہے اور ان کی بنائی ہوئی ریاست کو دنیا کی بہترین فلاحی مملکت قرار دیا ہے۔ اسی ریاست مدینہ میں احتساب کے عمل کا یہ عالم تھا کہ ایک بندہ اٹھ کر خلیفۂ وقت سے پوچھتا تھا کہ آپ کا ایک چادر سے کُرتا کیسے بنا؟ وہی خلیفہ کہا کرتا تھا کہ اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی کتا بھی مرے تو اس کے لیے عمرؓ سے پوچھا جائے گا۔ کیا ہم شبر زیدی کی اسی مملکت میں کسی صدر یا وزیر اعظم سے یہ پوچھنے کی جسارت کر سکتے ہیں کہ جس محل میں وہ رہ رہے ہیں اس کے سوئمنگ پول کی آرائش و زیبائش پر قوم کا کتنا پیسہ لگا ہے؟ شبر زیدی سے کوئی پوچھے کہ کیا قوم کی معیشت کو کسی ملا، مولوی، مسجد کے امام یا باحجاب خاتون نے آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے ہاں گروی رکھا ہے؟ جب آپ کو فیڈرل بورڈ آف ریونیو کی ذمہ داری سونپی گئی تو آپ تو داڑھی والے نہیں تھے۔ آپ مونچھوں کو تاؤ دے کر باآسانی اس ملک کی معیشت کو اس دلدل سے نکال سکتے تھے۔ کیا کسی مولوی نے آپ کا ہاتھ روک رکھا تھا۔ شبر زیدی جیسے لوگ سیکولرازم اور روشن فکری کے نام پر وہ بنیاد پرست ہیں جو اپنے مادر پدر آزاد نام نہاد روشن فکری کے تصورات کو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے سادہ لوح انسانوں کو بیچنا چاہتے ہیں۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ آپ ''روشن فکر'' ہوں لیکن اس روشن فکری کی آڑ میں اپنے خیالات اور تصوارات کو لوگوں پر مسلط کرنا دراصل وہ بنیاد پرستی ہے جس کا لیبل ہمارے ہاں صرف مذہب سے پیار کرنے والے لوگوں پر چسپاں کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

۞۞۞

وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ اتمام حجت ہے۔ اب اس فیصلے پر عمل درآمد کے لیے تمام مذہبی اور دینی سیاستی جماعتوں کو متحد ہو کر 1974ء کی اینٹی قادیانی تحریک کی طرز پر ایک تحریک برپا کرنے کی ضرورت ہے: شجاع الدین شیخ

سود کے خلاف علماء نے جس جذبے کے ساتھ کام کیا ہے اسی جذبے کے ساتھ آگے بڑھیں گے تو ان شاء اللہ ملک میں اسلامی نظام آئے گا: انور منصور خان

تنظیم اسلامی اور جماعت اسلامی نے سود کے خلاف جنگ اور اس حوالے سے عوامی بیداری کے لیے جو کردار ادا کیا ہے وہ قابل تحسین ہے: ڈاکٹر فرید احمد پراچہ

سود کے خلاف عدالتی فیصلہ 1991ء میں ہی آچکا تھا لیکن حکمرانوں کی انحراف کی پالیسی نے ملک کو اس تباہی تک پہنچا دیا ہے کہ اس سے نکلنا مشکل ہو رہا ہے: حافظ عاطف وحید

حکمرانوں کی سودی پالیسیوں کی وجہ سے اس وقت ملکی سلامتی اور قومی خود مختاری سمیت ہمارے ایٹمی اثاثے اور ہمارا آئین بھی خطرے میں ہے: مولانا زاہد الراشدی

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام سیمینار سے شجاع الدین شیخ، انور منصور خان، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مولانا زاہد الراشدی، حافظ عاطف وحید اور ایوب بیگ مرزا خطاب کر رہے ہیں

رپورٹ سیمینار ”وفاقی شرعی عدالت کا سود کے خلاف فیصلہ اور اس پر عمل درآمد“

مرتب: محمد رفیق چودھری

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ”وفاقی شرعی عدالت کا سود کے خلاف فیصلہ اور اس پر عمل درآمد“ کے عنوان سے ایک سیمینار 19 جون 2022ء کو امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کی زیر صدارت قرآن آڈیٹوریم نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں منعقد ہوا جس میں رفقاء و احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ پروگرام صبح ٹھیک دس بجے شروع ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مرکزی ناظم نشر و اشاعت محترم ایوب بیگ مرزا صاحب نے ادا کیے۔ تلاوت قرآن مجید اور ترجمہ کی سعادت محترم قاری احمد ہاشمی نے حاصل کی۔ اس کے بعد محترم افتخار احمد نے نعتِ رسول مقبول پیش کی۔ اس کے بعد سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے جن خیالات کا اظہار کیا ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

شجاع الدین شیخ (صدر مجلس): وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ اتمام حجت ہے۔ اب اس فیصلے پر عمل درآمد کے لیے تمام مذہبی اور دینی سیاستی جماعتوں کو متحد ہو کر 1974ء کی اینٹی قادیانی تحریک کی طرز پر ایک تحریک برپا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے عوام پانی، گیس، بجلی کے لیے سڑکوں پر نکل سکتے ہیں، دینی سیاسی جماعتیں سیاسی جوڑ توڑ کے لیے دھرنے دے سکتی ہیں اور لاکھوں لوگ لانگ مارچ کے لیے اکٹھے کر سکتی ہیں تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ یعنی سود کے خلاف کیوں سڑکوں پر نہیں نکل سکتیں۔ سود کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اسی جنگ کا نتیجہ ہے کہ ملک معاشی تباہی اور سیاسی بحران کا شکار ہے۔ اگر تمام دینی جماعتیں متحد ہو کر سود کے خلاف تحریک چلائیں تو یہ تحریک ملک میں نفاذ دین کا آغاز ثابت ہو سکتی ہے۔ مولانا فضل الرحمان موجودہ حکومت کے اتحادی ہیں وہ موجودہ حکومت پر دباؤ ڈال کر سود کے خلاف عدالتی فیصلے پر عمل درآمد کروائیں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ پارلیمنٹ میں سود کے خلاف بل پاس کروائے اور آئی ایم ایف کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بتائے کہ ہماری عدالتوں نے بھی سود کے خلاف فیصلہ دے دیا ہے اور ہماری پارلیمنٹ نے بھی بل پاس کر دیا ہے لہٰذا اب ہم سودی معاملات جاری نہیں رکھ سکتے۔

انور منصور خان (سابق اٹارنی جنرل پاکستان): ہمارے آئین میں واضح ہے کہ اس ملک کو صرف اللہ کے احکامات کے مطابق چلایا جائے گا اور سود کے حوالے سے بھی آئین کے آرٹیکل 38 ایف میں واضح ہے کہ حکومت اس کا جلد سے جلد خاتمہ کرے۔ اب وفاقی شرعی عدالت نے بھی سود کے خلاف فیصلہ دے دیا ہے۔ اب چاہیے تو یہ ہے کہ حکومت اس فیصلے پر عمل درآمد کروائے لیکن ابھی تک اس کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے۔ عدالتی فیصلے کے مطابق یکم جون تک آئین میں موجود سودی شقیں غیر موثر ہو چکی ہیں اور ان کی جگہ نئی قانون سازی کا وقت 31 دسمبر 2022ء تک ہے۔ لیکن ابھی تک حکومت نے اس حوالے سے کوئی بیان نہیں دیا۔ خدشہ ہے کہ حکومت نے اگر فیصلے کے خلاف اپیل دائر کر دی تو عدالت کا یہ فیصلہ stay ہو جائے گا۔ سود کے خلاف علماء نے جس جذبے کے ساتھ کام کیا ہے اسی جذبے کے ساتھ اگر ہم آگے بڑھیں گے تو ان شاء اللہ ملک میں اسلامی نظام آئے گا۔

فرید احمد پراچہ (نائب امیر جماعت اسلامی): تنظیم اسلامی اور جماعت اسلامی نے سود کے خلاف جنگ اور عوام میں آگاہی پیدا کرنے کے لیے جو کردار ادا کیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ اب یہ دونوں جماعتیں مزید فیصلہ کریں کہ ملک میں جتنی غیر اسلامی چیزیں ہیں ان کے خلاف تحریک چلائیں گے، صرف اسی صورت میں نفاذ دین کا راستہ ہموار ہو سکتا ہے۔ قائداعظم نے سٹیٹ بینک کے افتتاح کے موقع پر دو ٹوک الفاظ میں مغرب کے معاشی نظام کو تباہ کن قرار دیا تھا اور اسلامی سکالرز اور پاکستان کے ماہرین معاشیات کو ہدایت دی تھی کہ پاکستان کے معاشی نظام کو اسلامی اصولوں پر اس طرح استوار کیا جائے کہ وہ انسانیت کی فلاح کے حوالے سے دنیا کے سامنے ایک مثال بن جائے۔ لیکن اس کے بعد ہمارے حکمرانوں نے اس کے خلاف چلتے ہوئے ملک کو

سودی نظام میں جکڑ دیا جس کے نتیجہ میں موجودہ مہنگائی کا عذاب اور معاشی بحران قوم پر مسلط ہو چکا ہے۔ موجودہ حکومت کے پاس موقع ہے کہ سود کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر عمل درآمد کروا کر ملک کو موجودہ معاشی بحران اور سودی شکنجے سے نکال سکتی ہے لیکن حکومت کا ابھی تک اس فیصلے کے حوالے سے کوئی بیان سامنے نہیں آیا۔

عاطف وحید صاحب (ناظم اعلیٰ انجمن خدام القرآن) نے سود کے خلاف کیس کی تاریخی روداد بیان کرتے ہوئے کہا کہ سود کے خلاف 1991ء میں ہی فیصلہ آچکا تھا اور 1999ء میں شریعت اپیلیٹ بنچ نے بھی اس فیصلے پر مہر تصدیق ثبت کر دی تھی مگر ہمارے حکمرانوں نے ان فیصلوں سے انحراف کرتے ہوئے ملک کو اس قدر مہنگائی اور خوفناک معاشی صورتحال میں دھکیل دیا ہے کہ اب اس سے نکلنا مشکل ہو رہا ہے اور یہ سب سودی قرضوں کی وجہ سے ہی ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بینک انٹرسٹ کے حوالے سے اب تک جتنے بھی حیلے بہانے تراشے جاتے رہے ہیں اُن کی اس فیصلے کے بعد اب کوئی گنجائش نہیں رہی۔ اس کے علاوہ اسلامی بینکنگ کے اندر جو غیر شرعی حیلے ہیں ان کو بھی اس کیس کی روشنی میں چیلنج کیا جاسکتا ہے۔

مولانا زاھد الراشدی (معروف عالم دین): ہم تنظیم اسلامی کے شکر گزار ہیں کہ وفاقی شرعی عدالت کے سود کے خلاف فیصلے کے بعد تنظیم اسلامی نے اس موضوع پر سیمینار کا انعقاد کر کے قوم کو ایک پیغام دیا ہے۔ اس وقت حکومت، اپوزیشن اور ادارے اپنے اپنے طور پر ایف اے ٹی ایف کی گرے لسٹ سے نکلنے کا کریڈٹ لینے کی دوڑ میں لگے ہوئے ہیں جبکہ بین الاقوامی طاقتیں ہماری قومی سلامتی اور خودمختاری کے درپے ہیں۔ اس وقت ملکی سلامتی اور قومی خودمختاری سمیت ہمارے ایٹمی اثاثے اور ہمارا آئین بھی خطرے میں ہے اور اس خوفناک صورتحال تک ملک کو حکمرانوں کی سودی پالیسیوں نے ہی پہنچایا ہے۔ دوسری طرف مذہبی طبقہ میں ہر مکتب فکر اپنے طور پر مسائل کے حل کے لیے کوشاں ہے اور ہر کوئی اپنے اپنے نظریے پر چل رہا ہے لیکن جب تک ہم متحد ہو کر کوشش نہیں کریں گے اس وقت تک ان خطرات سے نہیں نکل سکتے۔

عظمتِ قرآن

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید کی عظمت کے بارے میں فرمایا: ''تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور اسے دوسروں کو سکھائے۔'' (صحیح بخاری)

دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اسی کتاب کے ذریعے سے کچھ قوموں کو بامِ عروج تک پہنچائے گا اور اسی کو ترک کرنے کے باعث کچھ کو ذلیل وخوار کردے گا۔'' (مسلم شریف)

اس حدیث کو جس قدر اہمیت علامہ اقبال نے دی ہے میرے علم کی حد تک کسی اور نے نہیں دی۔ اس حدیث کا مفہوم اقبال اپنے شعر میں یوں بیان کرتے ہیں۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

کہ وہ ایک ہاتھ میں قرآن اور ایک ہاتھ میں تلوار لے کر نکلے تھے اور دنیا پر چھا گئے تھے' اور تم اسی قرآن کو چھوڑ کر ذلیل ورسوا ہو گئے ہو! اور اسی مضمون کو علامہ نے فارسی میں کس قدر خوبصورت پیرائے میں بیان کیا ہے۔

خوار از مہجوریٔ قرآں شدی
شکوہ سنج گردشِ دوراں شدی!

کہ اے اُمت مسلمہ! تو قرآن کو ترک کرنے کے باعث ذلیل و خوار ہوئی ہے' لیکن تو گردشِ ایام کا شکوہ کر رہی ہے اور اپنے زوال کا سبب ''فلک کج رفتار'' کو قرار دے رہی ہے' حالانکہ فلک تو کسی قوم کی قسمت نہیں بدلتا۔ اپنی ذلت ورسوائی کے ذمہ دار تم خود ہو۔

اے چو شبنم بر زمیں افتندہ
در بغل داری کتابِ زندہ

اے وہ اُمت جو شبنم کی طرح زمین پر پڑی ہوئی ہے اور پامال ہو رہی ہے کیونکہ لوگ تجھے اپنے پاؤں تلے روند رہے ہیں' اگر اب بھی تم بلندی چاہتے ہو تو جان لو کہ تمہاری بغل میں ایک زندہ کتاب (قرآن مجید) موجود ہے۔

مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے حضرت شیخ الہندؒ کا واقعہ اپنی کتاب ''وحدتِ اُمت'' میں نقل کر دیا۔ وہ اس واقعے کے عینی شاہد ہیں۔ حضرت شیخ الہندؒ جب مالٹا کی جیل سے رہائی پا کر ہندوستان تشریف لائے تو دارالعلوم دیوبند میں ایک بہت بڑا جلسہ ہوا۔ اس جلسہ میں بڑے بڑے علماء مولانا حسین احمد مدنی' مولانا اشرف علی تھانوی' مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا انور شاہ کاشمیری وغیرہم رحمہم اللہ موجود تھے۔ انہی کے ساتھ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ بھی وہاں موجود تھے۔ حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا کہ ''ہم نے تو مالٹا کی زندگی میں دو سبق سیکھے ہیں''۔ یہ الفاظ سن کر سارا مجمع ہمہ تن گوش ہو گیا کہ اس استاذ العلماء درویش نے 80 سال علماء کو درس دینے کے بعد آخری عمر میں جو سبق سیکھے ہیں' وہ کیا ہیں۔ فرمایا:

''میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی ہر حیثیت سے کیوں ذلیل وخوار ہو رہے ہیں تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے۔ ایک ان کا قرآن کو چھوڑ دینا' دوسرے ان کے آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی۔ اس لیے میں وہیں سے یہ عزم لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کروں کہ قرآن کریم کو لفظاً اور معناً عام کیا جائے...... اور مسلمانوں کے باہمی جنگ وجدال کو کسی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے!'' (وحدتِ اُمت: 39،40)

اس کے بعد مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے بڑی پیاری بات فرمائی ہے کہ حضرتؒ نے جو دو باتیں فرمائیں اصل میں وہ دو نہیں ایک ہی ہے۔ درحقیقت ہمارے اختلافات میں شدت اس وجہ سے ہوئی کہ ہم نے قرآن کو چھوڑ دیا۔ اس لیے کہ قرآن مرکز تھا' اور جب تک سب مرکز سے جڑے ہوتے تھے تو ایک دوسرے سے بھی جڑے ہوتے تھے۔ جب اس مرکز سے دور ہوتے چلے گئے تو ایک دوسرے سے بھی دور ہوتے چلے گئے۔ بالکل سادہ سی بات ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: ''غور کیا جائے تو یہ آپس کی لڑائی بھی قرآن کو چھوڑنے ہی کا لازمی نتیجہ تھی۔ قرآن پر کسی درجے میں بھی عمل ہوتا تو خانہ جنگی یہاں تک نہ پہنچتی۔''

Will the calls for end to anti-Muslim violence in India be enough?

Hafiz Mohammad Haroon Abbas (India)

In India, the year 2022 has not been kind to Muslims, with the new year beginning with an attack on Muslim women by auctioning them online via the "BulliBai App," where their morphed photos and auction rates were made public to insult prominent journalists, activists, authors, and actors. The app was taken down following the outrage and protest, and a few accused were arrested and later released on bail. However, the story does not end there.

The Hijab issue in Karnataka was elevated to the level of national importance, with teenagers taking part and raising slogans against Muslim girls wearing hijab. Later, the HC issued its ruling against the Muslim women, ordering them to follow the institution's uniform code.

The instances of hatred against Muslims did not stop here but gave anti-social elements a lot of confidence to flaunt their hatred towards Muslims in public, as seen in Tripura, where a procession led by a local leader shouted slogans against the Muslim community in particular.

This year, during Ramanavami, a right-wing Hindu group led a procession through a Muslim-majority area while the crowd sang derogatory songs and shouted abusive slogans. This later escalated into stone-pelting and house burning, culminating in communal riots in states such as Rajasthan, Madhya Pradesh, and Gujarat.

The Madhya Pradesh government decided to demolish the accused's homes and bulldoze the poor's homes, leaving them stranded on the roads during the scorching summer and Eid festival.

A few incidents of mosque attacks were also reported in the Jehangirpuri area of Indian capital New Delhi and an instance of saffron flag hoisting in Indian state of Bihar. The situation escalated into a clash between Hindus and Muslims, but the arrests on the first list were limited to 23 Muslim men, with no arrests made from Hindu group that led the procession without permission.

And since the protests erupted in India after the recent incident of obnoxious and offensive remarks against "Prophet Mohammad (peace be upon him)" by BJP Spokesperson "Nupur Sharma" on a TV debate and the saffron party's Delhi unit's former media head "Naveen Jindal" on Twitter, the woes of Indian Muslims have multiplied.

The lack of action against Nupur Sharma and Naveen Jindal prompted the Muslim community to take to the streets in protest, demanding that the two be arrested immediately. The protest became violent due to stone-pelting by protesters, resulting in a clash between the police and the people, which resulted in police firing, and it is believed and said by the people that the two teenagers, "Mobashir" and "Sahil," were killed in the firing. While most protests were peaceful, Ranchi and Allahabad witnessed violent demonstrations. Uttar Pradesh Chief Minister Yogi Adityanath has reportedly officially exhorted officials 'to take such action against those guilty to set an example so that no one commits a crime or takes the law into their hands in the future'.

He has further directed that the National Security Act, 1980, and the Uttar Pradesh Gangsters and Anti-Social Activities (Prevention) Act, 1986, be invoked against those found guilty of unlawful protests. These remarks have emboldened the police to brutally and unlawfully torture the protesters.

The authorities in UP first arrested and harassed the family of JNU president and social activist "Afreen Fatima and later bulldozed their home accusing them of violent demonstration in Allahabad against the blasphemous remarks of BJP leaders.

In the wake of ongoing drive of bulldozing houses of Muslims by Modi government in India, United Nations Secretary-General Antonio Guterres also reiterated his call to stop any violence stemming from religious differences across India.UN Secretary General's spokesperson Stephane Dujarric replying to a reporter's query said that Guterres "is for the full respect of religion, for calling against any sort of hate speech or incitement and, of course, a halt to any sort of violence, especially one based on perceived religious differences and hatred."

The United States has also condemned remarks by Indian ruling party officials about the Prophet Mohammad (peace be upon him) that have sparked an uproar in Muslim countries.US State Department spokesman Ned Price told reporters that US condemns the offensive comments made by two BJP officials.

However, neither the UN nor any Western country will use their office or authority for raising the voice against anti-Muslim violence across India. The 'champions of human rights and global peace'would willfully ignore and even partner with India in jeopardizing the safety of the Muslims in India.

So, the question arises whether mere condemnation of the atrocities against Muslims by UN chief, US State Department and Arab world will be enough to end their miseries.

<u>Courtesy</u>: ***South Asia Wire; June 17, 2022.***

عیدالاضحیٰ اور فلسفۂ قربانی

اور حج اور عیدالاضحیٰ اور اُن کی اصل روح
قرآن حکیم کے آئینے میں

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کی ایک تقریر اور ایک تحریر پر مشتمل مختصر مگر جامع کتابچہ

☆ 56 صفحات ☆ قیمت (اشاعت خاص) 60 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون 03-35869501
www.maktaba.com.pk Whatsapp No. 0301-1115348

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(9 تا 14 جون 2022ء)

☆ جمعرات (09 جون) مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

☆ جمعہ (10 جون) کو جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعد نماز جمعہ صدر شادمان ٹرسٹ کے ساتھ کھانے میں شرکت کی۔

☆ اتوار (12 جون) کی صبح طے شدہ پروگرام کے مطابق کراچی سے اسلام آباد جانا ہوا۔ وہاں سے حلقہ آزاد کشمیر کے دورہ کے لیے روانگی ہوئی۔ مسجد الرحمن دھیرکوٹ میں حلقہ کے رفقاء سے تفصیلی ملاقات کی اور سوالات کے جوابات دیئے۔ مبتدی وملتزم رفقاء سے بیعت مسنونہ ہوئی۔ بعدازاں رفقاء سے خطاب کیا۔ پھر حلقہ کے ذمہ داران کے ساتھ خصوصی نشست ہوئی۔ رات دھیرکوٹ ہی میں قیام رہا۔

☆ سوموار (13 جون) کو مظفرآباد روانگی ہوئی۔ وہاں پرسنٹرل پریس کلب میں پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ بعدازاں صحافیوں کے سوالات کے جوابات دیئے۔ پریس کانفرنس کے اختتام پر آزاد کشمیر کے وزیر تعلیم ایلیمنٹری وسیکنڈری دیوان علی خان چغتائی سے ملاقات کے لیے ان کی رہائش گاہ جانا ہوا۔ وزیر تعلیم سے تعلیمی اداروں میں قرآن کی تعلیم شروع کرنے کے حوالے سے تفصیلی گفتگو ہوئی۔ وزیر تعلیم نے علم فاؤنڈیشن کی اس کاوش کو سراہتے ہوئے مکمل تعاون کی یقین دہانی کروائی۔ دوران ملاقات ہی انہوں نے محکمہ تعلیم کے ڈائریکٹر طفیل بخاری کو امیر محترم سے ملاقات کرکے اس حوالے سے عملی اقدامات کرنے کی ہدایت کی۔ اس موقع پر آزاد کشمیر کے سابق وزیر سردار گل خنداں سے بھی گفتگو ہوئی۔ امیر محترم نے طفیل بخاری صاحب کے دفتر میں علم فاؤنڈیشن کے اغراض ومقاصد سے بریف کیا۔ طفیل بخاری صاحب نے اس حوالے سے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ وہاں سے فراغت کے بعد تنظیم اسلامی حلقہ آزاد کشمیر کے دفتر واپسی ہوئی۔ کھانے وغیرہ کے بعد دیرینہ رفیق راجہ عبدالوحید نے امیر محترم سے تفصیلی ملاقات کی اور انہیں ایک کتاب تحفۃً پیش کی۔ رات 8 بجے روز مار کی ہال میں ''موجودہ حالات میں درپیش مسائل اور کرنے کے کام'' کے عنوان سے جلسہ عام سے خطاب کیا، جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء، صحافی، سکالرز اور ہر شعبہ زندگی کے افراد نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر نماز عشاء سے قبل ایک نوجوان کے جنازے میں بھی شرکت کی۔ بعد نماز عشاء اسلامی جمعیت طلبہ کے وفد اور دیگر افراد نے امیر محترم سے مختصر ملاقات کی۔ ایک سابقہ بزرگ رفیق تنظیم نے بھی ملاقات کی۔ رات کا قیام مرکز حلقہ میں رہا۔

☆ منگل (14 جون) علی الصبح بعد نماز فجر واپسی ہوئی۔

نائب امیر صاحب سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل رابطہ رہا۔

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.25

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore